مکمل و مدلل

احکامِ قسم و نذر

(اضافہ شدہ)

مرتب

مفتی مجاہد الاسلام قاسمی

استاذ حدیث وفقہ: دار العلوم جامعہ عربیہ تعلیم الاسلام آنند، گجرات

خلیفہ ومُجازِ بیعت: شیخ طریقت حضرت مولانا محمد قمر الزماں صاحب الہ آبادی مُدظلہ

باہتمام

المعہد العالی الاسلامی - حیدر آباد

ناشر

دار المعارف دیوبند

تفصیلات

نام کتاب : مکمل ومدلل احکام قسم ونذر (اضافہ شدہ)

مرتب : مفتی مجاہد الاسلام قاسمی

زیرِ نگرانی : فقیہ العصر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مُدظلہ

باہتمام : المعہد العالی الاسلامی-حیدرآباد

کل صفحات : ۱۴۴

رابطہ نمبر : 9725191818

سیٹنگ : محمد مہر علی قاسمی (دھنباد، جھارکھنڈ) جامعہ اکل کوا-8007006249

انتساب

احقر اپنی اس علمی کاوش کو سیّدی و مرشدی، مولائی و مخدومی، عظیم المرتبت، صاحبِ بصیرت، شیخِ طریقت، صاحبِ افادات وتصانیفِ نافعہ، جلیل القدر عالمِ دین سراج السالکین، زبدۃ العارفین، محبوب العلماء والصلحاء عارف باللہ

حضرت مولانا شاہ محمد قمر الزماں صاحب الٰہ آبادی دامت برکاتہم

کی طرف منسوب کرنا اپنی سعادت سمجھتا ہے، جن کی مخلصانہ دُعائیں اور روحانی شفقتیں اس طرح کے میرے تمام دینی، علمی اور تحقیقی کاموں میں معاون ہوتی ہیں۔

حق تعالیٰ شانہ آپ کے ظلِ عاطفت کو تادیر صحت وعافیت کے ساتھ ہمارے سروں پر سایہ فگن رکھے۔ آمین!

اور آبروئے علما

مرحوم حضرت مولانا علی صاحب کاوی رحؒ

(نائب مہتمم دار العلوم بھروچ، کنتھاریہ)

کی طرف منسوب کرتا ہے، آپ علیہ الرحمہ گونا گوں اوصافِ حمیدہ کے حامل تھے، حق تعالیٰ شانہ نے آپ کو علم وحلم، تقویٰ وطہارت، ذکر وشغل، حسنِ اخلاق، استغنا و بے نیازی،

تواضع وانکساری اور وسعت ظرفی جیسے اعلیٰ ترین اوصاف سے نوازا تھا۔

لیس علی اللہ بمستنکر
أن یجمع العالم فی واحد

آپ علیہ الرحمہ کو دعوت وتبلیغ کے کام سے خاص لگاؤ تھا، طلبہ کی ہفتہ واری اور عام تعطیلات میں جماعت کو بڑے اہتمام سے روانہ فرماتے اور خود بھی اس میں حصہ لیتے۔ چناں چہ ایک مرتبہ جب ششماہی کی تعطیل میں طلبہ کی جماعت اطراف میں وقت لگا کر آئی تو حضرت علیہ الرحمہ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی چھ نمبر سنائے، اس وقت راقمِ سطور کو یہ سعادت حاصل ہوئی۔

حضرت علیہ الرحمہ کی شفقتیں بہت یاد آرہی ہیں اور یاد آتی رہیں گی:

ہاں یاد آرہی ہیں ان کی وہ ساری باتیں
وہ شفقت و محبت ، وہ پیاری پیاری باتیں
دیتا تھا پیار سب کو ، تو اس کو پیار دے دے
پروردگارِ عالم ! اپنی رحمت میں ان کو لے لے

خاک پائے اہل اللہ
مجاہد الاسلام قاسمی
فاضلِ دارالعلوم دیوبند

فہرست مضامین

پیش لفظ

فقیہ العصر حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مُدظلہ العالی

انسان کی فطرت یہ ہے کہ وہ اپنی کسی بات کی سچائی کو ظاہر کرنے کے لیے تاکید وتقویت کے الفاظ استعمال کرتا ہے، اس سلسلہ میں قسم کھائی جاتی ہے، اسلام سے پہلے لوگ مختلف چیزوں کی قسم کھایا کرتے تھے، اسلام نے اسے صحیح رخ دیتے ہوئے عقیدۂ توحید کو راسخ کرنے کا ذریعہ بنایا، اور حکم فرمایا گیا کہ قسم صرف اللہ ہی کی کھائی جائے، مگر عام طور پر لوگ قسم کے احکام وآداب سے واقف نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے عزیزی مولوی مجاہد الاسلام قاسمی سلّمہٗ کو انہوں نے اس پہلو پر توجہ دی اور قسم ونذر سے متعلق اہم اور زیادہ پیش آنے والے مسائل کو فقہ کی مستند کتابوں کے حوالہ سے آسان زبان میں مرتب کردیا، ان شاء اللہ اس کا مطالعہ لوگوں کے لیے مفید اور نافع ہوگا، عزیزی سلمہ دار العلوم دیوبند کے فاضل ہیں اور معہد کے شعبہ فقہ وافتا میں زیر تعلیم ہیں، اس مرحلہ میں ان کی یہ کوشش روشن مستقبل کا پتہ دیتی ہے۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیز سلمہٗ کو زیادہ سے زیادہ دینی وعلمی کاموں کی توفیق عطا فرمائے، اور یہ رسالہ عند اللہ وعند الناس مقبول ہو۔

(حضرت مولانا) خالد سیف اللہ رحمانی

خادم المعہد العالی الاسلامی حیدرآباد

اظہارِ مسرت ودُعا

عارف باللہ شیخ طریقت محبوب العلماء والصلحاء

حضرت مولانا محمد قمر الزماں صاحب الہ آبادی دامت برکاتہم العالیہ

عزیزم مفتی مجاہد الاسلام سلمہٗ نے ''احکام قسم ونذر'' کے نام سے رسالہ لکھا ہے۔ جو نام کے اعتبار سے نادر ہے، مگر کام کے اعتبار سے ضروری تھا، اس لیے کہ عوام تو کیا خواص کی نظر اس کے فروع وجزئیات سے ناواقف ہے۔

اللہ ان کو جزائے خیر دے۔ آمین! ماشاء اللہ اس پر علمائے کرام نے اپنی تقریظات سے مزید جلا بخشی ہے۔ خصوصًا حضرت مفتی ظفیر الدین صاحبؒ مفتاحی نے اس رسالہ کا شوق سے مطالعہ فرمایا اور اس کی تصویب اور توثیق فرمائی ہے جو ہم کم علموں کی توثیق کے لیے کافی وافی ہے۔

اس لیے اس کی تصویب وتوثیق کرتے ہوئے دل سے دُعا گو ہوں کہ اللہ اِس قِسم کی علمی خدمت کی مولانا مجاہد الاسلام سلمہٗ کو مزید توفیق بخشے، امت کو قدر کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین!

والسلام

(حضرت مولانا) محمد قمر الزماں الہ آبادی

بیت الاذکار، وصی آباد، الہ آباد

۲۱ر صفر ۱۴۴۲ھ

کلماتِ دُعائیہ

حضرت مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب مفتاحیؒ

(مفتی دارالعلوم دیوبند)

ہمارے علمائے کرام لائق صد مبارک باد ہیں کہ وہ ان مسائل شرعیہ کو یکجا کر رہے ہیں، جن پر عام لوگوں کی کیا بل کہ علما کی نظر بھی نہیں ہوتی ہے، انہیں رسالوں میں مولانا مفتی مجاہد الاسلام قاسمی رائے پوری کا قیمتی رسالہ ''احکام قسم ونذر'' ہے، خاکسار نے بڑے شوق سے رسالہ کا مطالعہ کیا اور خوش ہوا، اللہ تعالیٰ مولانا کی اس محنت کو قبول فرمائے اور اس کا بدلہ عطا کرے، میں اپنی طرف سے مولانا کو ان کی اس محنت پر دلی مبارک باد دیتا ہوں اور لوگوں سے درخواست کرتا ہوں کہ اس رسالہ کا ضرور مطالعہ کریں، ان کو کافی فائدہ ہوگا، یہ رسالہ صرف عوام کے لیے نہیں، بل کہ خواص کے لیے بھی بڑا قیمتی ہے، دُعا ہے کہ مولانا اس طرح کا کام آئندہ بھی کرتے رہیں، ان سے امت مسلمہ کو کافی فائدہ ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

طالب دُعا

(حضرت مولانا ومفتی) محمد ظفیر الدین غفرلہٗ

مفتی دارالعلوم دیوبند

یکم ربیع الاوّل ۱۴۲۹ھ

اظہارِ مسرت

حضرت مولانا محمد سلمان صاحب رحمہ اللہ

(ناظم اعلیٰ مدرسہ مظاہر علوم، سہارن پور)

نحمده و نصلى على رسوله الكريم، أما بعد!

عزیزم مولانا مفتی مجاہد الاسلام قاسمی سلمہٗ کا مرتب کردہ رسالہ "احکامِ قسم ونذر" احقر کے سامنے ہے، عزیز موصوف سلمہٗ نے چند کلمات دُعائیہ تحریر کرنے کے لیے کہا حالاں کہ اس رسالہ پر بہت سے اہم علمائے کرام کی تقریظات وتائیدات تحریراً موجود ہے جس کے بعد اب مزید کچھ تحریر کرنے کی حاجت نہیں ہے، رسالہ اپنے موضوع پر اہم ہے، اور اس سے متعلقہ مسائل و جزئیات کی اکثر ضرورت پیش آتی ہے، ایک دینی ضرورت کو پورا کرنے پر عزیز موصوف سلمہٗ مبارک باد کے مستحق ہیں۔

حق تعالیٰ اس رسالہ کو قبول فرمائے اور لوگوں کو اس سے انتفاع کی توفیق عطا فرمائے۔ فقط والسلام

محمد سلمان

ناظم اعلیٰ: مدرسہ مظاہر علوم، سہارن پور

۳۰ر صفر المظفر ۱۴۲۹ھ

اظہارِ حقیقت

حضرت مولانا مفتی ظفر عالم ندوی

(استاذ ندوۃ العلما لکھنؤ)

قسم کے احکام ان شرعی احکام میں ہیں جن سے ناواقفیت ہمارے مسلم معاشرہ میں عام ہے، جس کا نتیجہ یہ ہے کہ لوگ ایسی ایسی قسمیں کھاتے ہیں اور ایسے خرافات کی منتیں مانتے ہیں جو شرک تک پہنچا دیتے ہیں، اردو زبان میں قسم ونذر کے احکام سے متعلق مستقل کوئی کتاب بھی نہیں ہے، جن سے لوگ پڑھ کر استفادہ کرتے اور اس طرح کی سنگین غلطیوں اور گناہوں سے بچتے۔

ہمارے عزیز مولانا مفتی مجاہد الاسلام قاسمی بڑے قابل ستائش ہیں کہ اس کمی اور ضرورت کی طرف ان کو توجہ ہوئی، اور انہوں نے اردو زبان میں کافی حد تک مسائل جمع کر دیئے، جو اس ضرورت کی تکمیل کے لیے ایک بہترین اور کامیاب کوشش ہے، اس رسالہ کو میں نے پڑھنے کے بعد محسوس کیا کہ یہ عام لوگوں کے ساتھ خواص کے لیے بھی مفید ہے، اس میں ہر مسئلے سے متعلق کتب فقہ وفتاوی سے حوالے درج ہیں، جو خود اس رسالہ کے لیے سند کی حیثیت رکھتے ہیں۔ امید ہے کہ یہ رسالہ جو ایک اہم علمی سرمایہ ہے ہمارے مسلم معاشرے کی اصلاح میں مؤثر کردار اور شرک وجہالت کی آلودگیوں کو دور کرنے میں بہتر رول ادا کرے گا۔

اللہ تعالیٰ اس کے مرتب کو دنیا وآخرت ہر دو جہاں میں بہترین ثمرہ عطا فرمائے اور ہمیں بھی اس کار خیر میں شرکت کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد ظفر عالم ندوی

کلیۃ الشریعہ واصول الدین، ندوۃ العلماء لکھنؤ

۲۵/ ۱۲/ ۱۴۲۷ھ

تأثرات

خادم القرآن حضرت مولانا غلام محمد وستانوی مُدظلہ

(رئیس جامعہ اشاعت العلوم اکل کوا، خلیفہ ومجاز شیخ المشائخ قاری صدیق احمد باندویؒ)

الحمد للہ رب العالمین، والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین،

وعلی اٰلہ وصحبہ أجمعین، أما بعد!

ربِ کائنات، خالقِ انس وجان نے اپنی کتاب مقدس میں بہت سے مقامات پر قسم کھائی ہے، اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات میں بھی بہت سی جگہوں پر الفاظِ قسم وارد ہوئے ہیں، قسم کے اغراض ومقاصد مختلف ہوتے ہیں، کبھی کسی معین واقعہ کی خبر کی تقویت کے لیے، تو کبھی عزت وبزرگی کی تاکید کے لیے، کبھی شک کی نفی کے لیے، تو کبھی مقسم بہ کی تعظیم وتکریم کے لیے قسم کھائی جاتی ہے۔

ہمارے اپنے سماج ومعاشرہ میں بھی ہم اپنی بات کو مؤکد کرنے اوراس میں زور پیدا کرنے کے لیے اکثر وبیشتر قسم کھاتے ہیں، تاکہ ہمارا مخاطب ہماری بات پر یقین کر لے اورہمیں اپنی بات میں سچا جانے۔اسی طرح منت ونذر بھی ہماری معاشرتی ضرورت ہے، کہ ہم اپنی مصیبتوں اور پریشانیوں میں مختلف قسم کی نذرومنت مانتے ہیں، تاکہ ان مصیبتوں اور پریشانیوں سے نجات پا جائیں۔نذر وفرض میں باہمی ربط ومناسبت یہ ہے کہ فرض من جانب الشرع واجب ہوتا ہے، اور نذر کوخود انسان اپنے اوپر واجب کرتا

ہے۔ ”الصلة بين النذر والفرض : أن النذر أوجبه الشخص على نفسه، والفرض وجب بإيجاب الشرع“. (الموسوعة الفقهية:۴۰/ ۱۳۶)

قسم ونذر دونوں ہماری معاشرتی ضرورت ہیں، تو ان دونوں کے احکام ومسائل کا جاننا بھی ہم پر فرض ہے، جیسے: عقائد، عبادات، معاملات، معاشرت اور اخلاق کے احکام ومسائل کا جاننا ہم پر لازم ہے۔

عام طور پر دیکھا گیا کہ ہم قسم ونذر کے احکام سے ناواقف ہونے کی بنا پر بہت سی ایسی قسمیں کھاتے اور منتیں مانتے ہیں، جو شرعاً ناجائز وحرام ہوتی ہیں۔ضرورت تھی کسی ایسی کتاب ورسالے کی جس میں ان دونوں کے احکام ومسائل کو معتبر ومستند حوالوں کے ساتھ جمع کیا جائے۔

قابلِ مبارک باد ہیں عزیزم مولانا مفتی مجاہد الاسلام صاحب قاسمی (استاذِ حدیث وفقہ دار العلوم جامعہ عربیہ تعلیم الاسلام آنند) جنہوں نے اس ضرورت کو نہ صرف محسوس کیا، بل کہ اسے بڑی خوش اسلوبی سے پورا بھی کیا۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ ان کے اس رسالے کو قبولِ عام عطا فرمائے اور امت کو اس سے استفادہ کی توفیق بخشے۔

ربّنا تقبل منا إنك أنت السميع العليم، وتُب علينا إنك أنت التواب الرحيم

وصلى الله تعالى على نبينا محمد وعلى آله وصحبه وسلم

(حضرت مولانا)

غلام محمد وستانوی دامت برکاتہم

(رئیس جامعہ اکل کوا)

کلماتِ بابرکت

حضرت مولانا مفتی سلمان صاحب منصور پوری مُدظلہ العالی

سابق مفتی جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد، استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، أما بعد!

مکرمی جناب مولانا ومفتی مجاہدالاسلام صاحب قاسمی زید علمہ، اپنا مرتب فرمودہ رسالہ ''احکام قسم ونذر'' لے کر مرادآباد تشریف لائے اور اس ناکارہ سے تقریظ لکھنے کی فرمائش کی، احقر نے موصوف کی خواہش پوری کرتے ہوئے رسالہ کا مطالعہ کیا، جس سے اندازہ ہوا کہ موصوف نے بڑی عرق ریزی کے ساتھ قسم اور نذر وغیرہ سے متعلق ضروری مسائل کو کتبِ فقہیہ کے حوالوں کے ساتھ جمع کردیا ہے، جن سے عوام وخواص سب ہی فائدہ اُٹھا سکتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ حسن قبولیت سے نوازے اور مزید دینی خدمات کی توفیق بخشے۔ آمین!

والسلام

احقر محمد سلمان منصور پوری

۲۶/۱۲/۱۴۲۷ھ

کلماتِ توصیف

حضرت مولانا الشیخ عبدالحنان صاحب علیہ الرحمہ

(سابق استاذِ حدیث دارالعلوم ماٹلی والا، بھروچ
بانی ومہتمم جامعہ قاسمیہ دارالعلوم بالاساتھ، ضلع سیتامڑھی، بہار)

فاضل نوجوان جناب مولانا ومفتی مجاہدالاسلام قاسمی کی تالیف ''احکام قسم ونذر'' کا مختلف جہات سے مطالعہ کرنے کا موقع ملا، ماشاء اللہ اپنے موضوع کے اعتبار سے نہایت جامع کتاب ہے۔

اللہ تعالیٰ موصوف کے زورِ قلم میں برکت عطا فرمائے، میں موصوف کی کوششوں کو سراہتے ہوئے مستقبل میں اِن سے نیک توقعات رکھتا ہوں۔

والسلام

(حضرت مولانا) عبدالحنان

۳۱/دسمبر ۲۰۰۶ء

کلماتِ تہنیت

رہبر شریعت حضرت مولانا عبدالمنان صاحب قاسمی مدظلہ

(خلیفہ ومجاز محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرارالحق ہردوئی
بانی وناظم مدرسہ امدادیہ اشرفیہ راجوپٹی، سیتامڑھی)

عزیزی مولوی محمد مجاہد الاسلام قاسمی رائے پوری کی کتاب ''قسم ونذر'' کی دید کا موقعہ میسر آیا، مگر اپنے مشاغل واعذار کی وجہ سے مطالعہ نہ کرسکا، اکابر علمائے کرام ومفتیان عظام کی تحسین وتوصیف اور تائیدات کی تائید کرتے ہوئے دلی دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اِن کی اِس علمی ودینی کاوش کو شرف قبولیت سے نوازے اور عوام وخواص کو اس سے مستفید فرمائے اور ان کو مزید توفیقات سے سرفراز فرمائے، اور فلاح دارین نصیب فرمائے۔ آمین!

والسلام

(حضرت مولانا) عبدالمنان غفرلہ

۱۱ر شوال المکرم ۱۴۲۹ھ م ۱۲/۱۰/ اکتوبر ۲۰۰۸ء

کلماتِ تحسین

حضرت مولانا اظہار الحق صاحب مَظاہری مدظلہ

(تربیت یافتہ شیخ المشائخ قاری صدیق احمد باندویؒ،

خلیفہ ومجاز مخدوم بہار حضرت مولانا قاری طیب صاحبؒ)

(ناظم جامعہ اشرف العلوم کنہواں، ضلع سیتامڑھی، بہار)

ہمارے عزیز مکرم مولانا مفتی مجاہد الاسلام صاحب (استاذ حدیث وفقہ دار العلوم آنند) نے ماشاء اللہ بہت مفید مفید کتابیں تالیف کی ہیں۔ مثلاً ''احکام قسم ونذر، تنویر الحوالک شرح اردو مؤطا امام مالک، قرض کے شرعی احکام، بیعت کی اہمیت وضرورت وغیرہ'' بڑی خوبی کی بات یہ ہے کہ موصوف شیخ طریقت عارف باللہ حضرت مولانا قمر الزماں صاحب الہ آبادی مدظلہ کے دست گرفتہ اور مجاز بیعت بھی ہیں، صلاح وصلاحیت کے حامل اور تدریسی خدمات کا بہترین ذوق اور تصنیف وتالیف کی بلند ہمت رکھتے ہیں، اللہ پاک عزیز موصوف کی ان خدمات کو قبول فرما کر نافع بنائے اور تدریس وتالیف کے میدان میں خوب خوب کام لے کر تصوف واحسان کے باب میں ترقی نصیب فرمائے۔

آمین یارب العالمین! فقط

(حضرت مولانا) اظہار الحق

خادم جامعہ اشرف العلوم کنہواں، سیتامڑھی

نزیل آنند، ۲۸ر شعبان المعظم ۱۴۳۸ھ

عرضِ مؤلف

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین

وعلیٰ آلہ وصحبہ أجمعین، أما بعد!

اللہ رب العزت نے ہم مسلمانوں کو ایک ایسا کامل اور مکمل دین عنایت فرمایا ہے کہ جس میں ہماری زندگی کے ہر شعبے کے مکمل احکام موجود ہیں چناں چہ ایمانیات، عبادات، معاملات اور اخلاقی آداب سے لے کر طرز معاشرت تک ہر چیز کی رہنمائی اِس دین متین میں موجود ہے، اسی طرح ہماری زبان کے استعمال اور طرز گفتگو کی راہ نمائی کردی گئی ہے۔

عموماً لوگ اپنی بات کو سچ منوانے کے لیے قسم کھاتے ہیں، اور مسائل سے ناواقفیت کی وجہ سے ہر قسم کی جھوٹی سچی، جائز و ناجائز قسم کھا لیتے ہیں، اور ہر جائز و ناجائز شے پر قسم کھانے سے دریغ نہیں کرتے ہیں، جب کہ اگر کسی حلال چیز کو حرام کرنے کی قسم کھائی ہے، تو شرعاً اس قسم کو توڑنا واجب ہوجاتا ہے، اور ایسی قسم کھانا حرام ہے، اگر مکروہ بات پر قسم کھائے، یا خلاف اولیٰ بات پر قسم کھائے، تو اسی اعتبار سے اس قسم کا توڑنا واجب، سنت اور افضل ہوتا ہے اور بعض مسلمان حضرات اللہ تعالیٰ کے نام کے علاوہ دوسرے ناموں کی قسمیں کھاتے ہیں، جسے شریعت میں ''غیر اللہ'' کی قسم کہا جاتا ہے جو حد درجہ بڑا گناہ ہے۔

اسی طرح غلط بات اور معصیت کی نذر (منت) مان کر اس کو پورا کرنا ضروری سمجھا جاتا ہے، جب کہ معصیت کی نذر کو پورا کرنا صحیح نہیں، اس کا پورا کرنا ناجائز اور سخت گناہ کی بات ہے، اردو زبان میں اس موضوع پر کوئی مستقل رسالہ میری نظر سے نہیں گذرا ہے، جس سے لوگ اس طرح کے مسائل کا حل تلاش کر سکیں، اسی اہم ضرورت کی تکمیل کے لیے احقر نے اس کتاب میں ''قسم ونذر'' سے متعلق پیش آنے والے مسائل کو مستند کتبِ فقہیہ کے حوالے سے جمع کرنے کی سعی کی ہے اور کوشش کی ہے کہ اس باب سے متعلق ان تمام مسائل کا احاطہ ہو جائے، جو عموماً پیش آتے رہتے ہیں۔

جب احقر اس کتاب کے ضروری مسائل کی جمع وترتیب سے فارغ ہوا، جو آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے، تو اولاً اس کا مسودہ حضرت الاستاذ مفتی شاہد علی قاسمی (معتمد تعلیمات: المعہد العالی الاسلامی، حیدرآباد) کی خدمت میں پیش کیا، حضرت والا نے رسالہ کو ملاحظہ کیا اور سرسری مطالعہ کے بعد ارشاد فرمایا کہ واقعتاً قسم ونذر کے موضوع پر ایک رسالہ کی اشد ضرورت تھی، آپ کے اس رسالے سے اس کی تکمیل ہوئی، پھر حضرت والا نے مسائل کی تصحیح کی اور مسودہ پر دستخط فرمایا، اس کی تالیف پر خوشی کا اظہار کیا اور ڈھیر ساری دُعائیں دیں۔

آپ کے ایما پر اس مسودہ کو استاذ گرامی قدر، فقیہ العصر مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مدظلہ کی خدمت میں پیش کرنے کی ہمت ہوئی، حضرت اس کے انتخاب کردہ مسائل کو دیکھ کر خوش ہوئے اور فرمایا: کہ ''میری بھی خواہش تھی کہ معہد میں کوئی طالب علم اس پر کام کرے، خیر تم نے کردیا''۔

کتاب کو احقر نے ابتداءً سوال و جواب کے انداز میں تحریر کیا تھا، حضرت الاستاذ مولانا خالد سیف اللہ رحمانی مدّظلہٗ نے اس کو کتابی شکل میں تبدیل فرمایا، میری خوش قسمتی ہے کہ یہ کتاب حضرت الاستاذ کی زیرنگرانی تالیف ہوئی، اوران کے پیش لفظ سے مزین ہوکر شائع ہورہی ہے، جو محض حضرت والا کی خردنوازی اور ایک کمترین عزیز کی حوصلہ افزائی ہے۔

اس کے علاوہ جن اکابر ومشائخ نے احقر کی اس تالیف پر اپنی قیمتی تقریظ لکھ کر اس کے اعتبار واستناد میں اضافہ کیا اوراس کی افادیت میں چار چاند لگائے، احقر ان سب کا تہِ دل سے شکر گذار ہے۔

اس موقع سے جب کہ یہ کتاب نئے اضافہ کے ساتھ پریس کے حوالے کی جارہی ہے، میں اپنے اُن تمام محسنین کا شکریہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں جن کا تعاون کسی نہ کسی شکل میں شامل رہا، خصوصاً جناب حاجی افضل بھائی مہتمم جامعہ آنند، مولانا ساجد کاجل نائب مہتمم، اور شیخ الحدیث حضرت مولانا غلام رسول صاحب مدظلہ، اسی طرح مولانا افتخار صاحب بستوی استاذ جامعہ اکل کوا نے بندہ کے درخواست پر اس کتاب پر نظرثانی فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں بہترین بدلہ عطا فرمائے۔

اس طرح کے سبھی ان محسنین کا تہ دل سے شکر گذار ہوں جن کی ہمت افزائی اور رہنمائی سے ہمیشہ حوصلہ ملا اور جن کے مفید مشورے اور دُعائیں اس عاجز کے لیے زادِراہ ہیں۔

یہ کتاب احقر کی جب احقر افتا میں تھا اس وقت کی تالیف ہے، مگر زمانہ طالب علمی میں اس رسالہ کی اشاعت نہ ہوسکی تھی، تدریس کے زمانہ میں کچھ نئے مسائل کا اضافہ کیا گیا اور ۲۰۰۶ء میں اس کا پہلا ایڈیشن شائع ہوا، جو بفضل الٰہی عوام وخواص میں خوب

مقبول ہوا، اس کتاب میں تمام مسائل با حوالہ اور کتب فقہ کی عربی عبارت کی روشنی میں نقل کیے گئے ہیں۔

قارئین سے گذارش ہے کہ اگر اس کتاب میں مسائل و دلائل کے اخذ وفہم میں غلطی نظر آئے تو فوراً مطلع فرمائیں، ان شاء اللہ شکریے کے ساتھ آئندہ طباعت میں تصحیح کر لی جائے گی۔

اخیر میں دُعا گو ہوں کہ رب العزت اس کتاب کو عامۃ المسلمین کے لیے مفید اور میرے لیے ذخیرۂ آخرت اور والدین واساتذۂ کرام کے لیے آخرت میں ترقیٔ درجات کا سبب بنائے اور مستفیدین کے لیے زیادہ سے زیادہ نافع بنائے۔ آمین!

الحمد لله أوّلًا و آخرًا والصلوٰة والسلام على حبيبه محمد وّآله و صحبه أجمعين.

خاکسار

مجاہد الاسلام قاسمی بن عبید الرحمٰن

خادم الحدیث النبوی الشریفؐ

جامعہ عربیہ تعلیم الاسلام آنند، گجرات

متوطن رائے پور، بلوا ٹولہ، ضلع سیتا مڑھی، بہار

موبائل: 9725191818

مکمل و مدلل

احکامِ قسم و نذر



مفتی مجاہد الاسلام قاسمی

مسائلِ قسم

قسم کی لغوی تعریف:

قسم کے معنی عربی میں دراصل ''قطع'' یعنی کاٹنے، بانٹنے یا الگ الگ کرنے کے ہیں چونکہ مضبوط دلیل اور پکی شہادت شک وشبہ کی جڑ کاٹ دیتی ہے اور حق و باطل کو الگ کر کے رکھ دیتی ہے، اس لیے قسم کا لفظ گواہی اور دلیل کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔

هَلۡ فِي ذَٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِي حِجۡرٍ .[۱] (سورۂ فجر:۵)

(ان قسموں میں تو صاحبِ عقل کے لیے بڑی شہادت اور گواہی ہے)

وَإِنَّهُۥ لَقَسَمٌ لَّوۡ تَعۡلَمُونَ عَظِيمٌ .[۲] (سورۂ واقعہ:۷۶)

(بے شک اگر تم سمجھو تو یہ بڑی قسم ہے) اِس آیت میں قسم کے بارے میں یہ بتلایا گیا ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کی قسمیں کھاتا ہے، وہ اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کو ضامن اور گواہ بناتا ہے۔ آج بھی جب ہم زبان سے قسم کھاتے ہیں اللہ کی قسم! اللہ جانتا ہے، اللہ میری اس بات پر گواہ اور شاہد ہے، تو اللہ کو ضامن بنانے کا اقرار کرتے ہیں، اسی لیے درست قسم کو شرعاً پورا کرنے کی تاکید ہے۔

ایسے عربی لغت میں قسم کو یمین کہتے ہیں، یمین کے معنی ''دایاں ہاتھ'' کے ہیں، دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ سے زیادہ طاقتور سمجھا جاتا ہے کیوں کہ یمین سے مقصود قول وقرار کی پختگی اور قوت کو ظاہر کرنا ہوتا ہے اس لیے قسم کو یمین کہا جانے لگا۔

قسم کی اصطلاحی تعریف:

اليمين في الشرع توكيد الشئ بذكر اسم الله أو صفته.

شریعت میں قسم کہتے ہیں کسی چیز کو مؤکد کرنا، خدا کا نام یا اس کی صفات حمیدہ میں سے کسی صفت کو ذکر کر کے۔

بعض اصطلاحات:

عربی زبان میں قسم کو''حلف'' بھی کہتے ہیں اور قسم کھانے والے کو''حالف''اور قسم توڑ دینے کو''حانث ہونا'' کہتے ہیں۔ نیز قسم توڑ دینے کی صورت میں جو کچھ اس پر واجب ہوتا ہے اس کو''کفارہ'' کہتے ہیں۔

قسم کا مقصد:

کسی بات کو مؤکد کرنے اور اس میں زور پیدا کرنے کے لیے قسم کھائی جاتی ہے۔

قسم کھانے کا حکم:

قسم کی شرعی حیثیت حالات کے ساتھ ساتھ بدلتی رہتی ہے، اسی وجہ سے اہلِ علم نے حکم کے اعتبار سے قسم کی پانچ صورتیں کی ہیں۔

(۱) **واجب:** جب حلف پر کسی امر واجب کی تعمیل موقوف ہو، تو قسم کھانا واجب ہو جاتا ہے، مثلاً ایک بے قصور انسان کو جس نے خون نہیں کیا،''موت سے بچانا'' اگر حلف پر موقوف ہو تو حلف اُٹھانا واجب ہے۔

(۲) **حرام:** اسی طرح کسی ایسے کام کے لیے حلف اُٹھانا، جو ناروا یا خلاف حق ہو، حرام ہے۔ جیسے: کسی بے قصور انسان کو مارنے کی قسم کھانا، یا جھوٹی بات کی قسم معصیت کے ارتکاب یا کسی واجب کے ترک پر قسم کھانا۔

(۳) مستحب: قسم کھانا کبھی مستحب ہوتا ہے، جب کسی نیک کام کی اہمیت جتانا، اس کی طرف رغبت دلانا، یا بری بات سے نفرت دلانا مقصود ہو، مثلاً جھگڑا مٹانے کے لیے قسم کھانا، مسلمان کے دل سے کینہ دور کرنے کے لیے دو مسلمانوں کے درمیان صلح کرانے کے لیے یا کسی کو کسی کے شر سے بچانے کے لیے قسم کھانا وغیرہ۔

(۴) مکروہ: کسی اچھے مستحب کام کو چھوڑنے اور کسی ناپسندیدہ مکروہ بات یا کام کو اختیار کرنے کے لیے قسم کھانا مکروہ ہے۔

(۵) مُباح: اس کے برعکس طاعتِ الٰہی کے لیے یا ترک معصیت کے لیے قسم کھانا مباح ہے، اپنے دعویٰ کی تاکید کے لیے یا اپنے آپ کو سچا ثابت کرنے کے لیے یا اپنے جائز حق کو حاصل کرنے کے لیے قسم کھانا بھی مباح ہے۔

کسی امر کی اہمیت جتانے کے لیے قسم کی مثال آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے: **واللہ لو تعلمون ما أعلم لضحکتم قلیلًا و لبکیتم کثیرًا.**
(بخاری شریف: کتاب الجمعہ)

خدا کی قسم وہ بات جو مجھے معلوم ہے، اگر تمہیں معلوم ہو جائے، تو تم بلا شبہ کم ہنسو اور زیادہ روؤ۔

جس طرح قسم کھانا کبھی واجب و حرام، مکروہ و مستحب مباح ہوتا ہے، اسی طرح قسم توڑنا بھی کبھی واجب ہوتا ہے۔

(۱) واجب: اگر کسی نے قسم کھا کر کہا: شراب پیوں گا یا نماز نہیں پڑھوں گا، تو اس پر واجب ہے کہ قسم کو توڑ دے اور کفارہ ادا کرے۔

(۲) حرام: اسی طرح قسم کبھی توڑنا حرام ہو جاتا ہے، جب صورت اس کے برعکس ہو، مثلاً

بدکاری سے اجتناب کی قسم کھانا اور نماز مفروضہ قائم کرنے کی قسم کھانا، تو ایسی قسم کا توڑنا حرام ہے، بل کہ اپنی قسم پر قائم رہے، یعنی ہمیشہ کسی بھی بدکاری سے بچے اور فرض نمازوں کو اہتمام کے ساتھ ادا کرے۔

(۳) مستحب: اسی طرح کبھی قسم توڑنا مستحب ہوتا ہے، جیسے: کسی امر مستحب سے باز رہنے کی قسم کھائی، مثلاً دینی کتب کا مطالعہ نہ کروں گا یا عطر نہ لگاؤں گا۔

(۴) مکروہ: اور قسم توڑنا کبھی خلافِ اولیٰ مکروہ ہوتا ہے، مثلاً اخبار بینی نہیں کروں گا۔

(۵) مباح: قسم توڑنا کبھی مباح ہوتا ہے۔

قسم کا شرعی ثبوت:

اللہ تعالیٰ کی ذات یا اس کی صفات میں سے کسی صفت کی قسم کھانا، تا کہ عہد کو پورا کرنے کی ترغیب اور اللہ کی عظمت کا اعتراف ہو۔

قرآن پاک، احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اجماعِ امت سے اس کی مشروعیت ثابت ہے، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللهُ بِاللَّغْوِ فِيٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ الْاَيْمَانَ. (المائدۃ:۸۹)

اللہ تعالیٰ بے مقصد قسموں پر گرفت نہیں کرتا، البتہ ان قسموں پر مواخذہ کرے گا جو تم نے کسی مقصد سے کھائی ہے۔

حدیث شریف میں ان الفاظ کے ساتھ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قسم کھانا مذکور ہے: لا و مقلب القلوب۔ دلوں کو بدلنے والے کی قسم۔

والذی نفسی بیدہ۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔

نیز تمام فقہائے امت کا اجماع ہے کہ قسم امورِ شرع میں سے ہیں۔

قسم کے صحیح ہونے کی شرطیں:

یمین کے منعقد ہونے کے لیے کچھ شرطیں ہیں جن کے بغیر قسم کا وجود نہیں ہوتا۔

(۱) قسم کھانے والا عاقل، بالغ، مسلمان ہو، لہٰذا فاتر العقل اور نابالغ (چاہے ذی شعور ہو) اور حالت کفر یا کافر کی قسم غیر معتبر ہوگی۔

(۲) جس چیز کی قسم کھائی جارہی ہے وہ ممکن بھی ہو، یعنی وہ چیز پائی جاتی ہو، مثلاً: گلاس میں پانی نہیں ہے وہ کہتا ہے بخدا میں اس گلاس میں موجود پانی پیوں گا تو قسم غیر معتبر ہوگی، البتہ اگر ایسی بات کی قسم کھائے جو عادتاً ممکن نہیں، لیکن فی نفسہٖ ممکن ہے۔ مثلاً کوئی شخص آسمان چھونے کی قسم کھائے تو یہ معتبر ہے اور موت سے پہلے کفارۂ قسم واجب ہوگا۔

(۳) قسم کے بعد ''ان شاء اللہ، الا ماشاء اللہ'' وغیرہ متصل نہ کہا ہو۔

(۴) بے ہوشی اور جنون کی حالت کی قسم معتبر نہ ہوگی۔

(۵) سونے والے کی قسم معتبر نہ ہوگی۔

نوٹ: اِن شرائط کی تفصیل اور دلائل آئندہ کتاب میں آرہی ہیں۔

قسم کی قسمیں:

قسم کی تین قسمیں ہیں: (۱) یمینِ غموس (۲) یمینِ منعقدہ (۳) یمینِ لغو

الأيمانُ على ثلاثة أضرابٍ: اليمين الغموس ، و يمين منعقدة، ويمين لغو. (ہدایہ ثانی: ۴۷۸)

یمینِ لغو:

گذشتہ کسی بات یا کسی واقعہ کو اپنے گمان میں سچ سمجھ کر قسم کھالی، بعد میں وہ غلط نکلی، مثلاً قسم کھا کر کہا زید آ گیا ہے، حالاں کہ زید نہیں آیا تھا، لیکن اس کو دھوکا ہوا، اس نے یہی سمجھا تھا کہ واقعی زید آ گیا ہے، تو یہ صورت ''یمینِ لغو'' کی ہوئی۔

یمینِ لغو کا حکم:

اس کا حکم یہ ہے کہ اس میں کفارہ نہیں ہے اور اللہ کی ذات سے امید ہے کہ اس پر مواخذہ بھی نہیں ہوگا جیسا کہ صاحبِ ہدایہ نے بیان کیا ہے:

و يمين اللغو أن يحلف على أمرٍ ماضٍ و هو يظن أنه كما قال، والأمر بخلافه، فهذه اليمين نرجوا ان لا يواخذ الله بها صاحبها. (ہدایہ:۲/۴۷۹)

یمینِ منعقدہ:

وہ قسم جو آدمی کسی کام کے آئندہ کرنے یا نہ کرنے کے بارے میں کھاتا ہے، مثلاً یہ کہے کہ: ''اللہ کی قسم میں سبق میں شرکت کروں گا''، یا ''بخدا میں سگریٹ نہ پیوں گا''۔

یمینِ منعقدہ کا حکم:

اس کا حکم یہ ہے کہ اگر کسی کام کے کرنے کی قسم کھائی تھی اور پھر اسے نہ کر سکا، یا نہ کرنے کی قسم کھائی تھی اور پھر اسے کر لیا، تو دونوں صورتوں میں کفارہ واجب ہوگا۔

والمنعقدة ما يحلف على أمر فى المستقبل أن يفعله أو لا يفعله، وإذا حنث فى ذلك لزمته الكفارة. (ہدایہ:۲/۴۷۸)

یمینِ غموس:

گذشتہ کسی بات یا واقعہ کے بارے میں جانتے ہوئے قصداً جھوٹی اور خلاف واقعہ قسم کھانے کو ''یمین غموس'' کہتے ہیں، مثلاً قسم کھا کر یوں کہے کہ میں نے فلاں کام نہیں کیا ہے، حالاں کہ وہ جانتا ہے کہ اس نے وہ کام کیا تھا، اس طرح جھوٹی قسم کھانا گناہ کبیرہ ہے۔ چناں چہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

الکبائر الاشراك بالله و عقوق الوالدین و قتل النفس والیمین الغموس. (بخاری شریف: ۲/ ۹۸۷)

یمینِ غموس کی وجہ تسمیہ:

غموس کے معنی ہیں ڈوب جانا، چوں کہ جھوٹی قسم کھانے والا گناہوں میں ڈوب جاتا ہے، اس لیے اس کو یمین غموس کہتے ہیں۔

یمینِ غموس کا حکم:

اس میں شرعی کفارہ واجب نہیں ہوگا، البتہ اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرے، کہ یہی اس کا کفارہ ہے، جیسا کہ صاحبِ ہدایہ رقم طراز ہیں:

فالغموس هو الحلف على أمر ماض يتعمد الكذب فيه فهٰذه اليمين يأثم فيها صاحبها "لقوله عليه الصلاة والسلام: من حلف كاذبا أدخله الله النار، ولا كفارة فيها إلا التوبة والاستغفار". (ہدایہ: ۲/ ۴۷۸)

قسم کے بجائے ''کسم'' کہا:

اگر کوئی شخص قصداً قسم کے بجائے ''کسم'' کا لفظ استعمال کرتا ہے، اور اس کا

ارادہ بھی قسم کھانے کا نہیں ہے اسی لیے زبان سے یہ غلط لفظ استعمال کیا تو اِس سے قسم منعقد نہیں ہوگی، لیکن دھوکہ دہی یا حق چھپانے کی نیت سے یا ''اللہ'' کے نام کی قسم کو معمولی سمجھتے ہوئے اِس طرح بولنا جائز نہیں ہے۔

لیکن اگر کوئی شخص قسم کھانے کے ارادہ سے ''کسم'' کہہ دے یا ناواقف شخص ''ق'' اور ''ک'' میں فرق نہ کر پاتا ہو اور قسم کے بجائے کسم کہہ دیتا ہو تو اِس سے قسم معتبر ہوجائے گی۔

وألفاظ مصحفة لصدورہ لا عن قصد صحیح بل عن تحریف و تصحیفٍ فلم تکن حقیقةً ولا مجازاً لعدم العلاقة بل غلط فلا اعتبار به أصلًا.
(شامی: ۲/ ۱۸)

کیا قسم کھانا جھوٹا ہونے کی علامت ہے؟

بات بات پر قسم کھانا جھوٹے آدمی کی عادت ہوتی ہے، سچے آدمی کا یہ کام نہیں، جیسا کہ شب و روز تجربہ و مشاہدہ ہوتا ہے۔ ویسے بھی بلا ضرورت بات بات پر اللہ کی قسم کھانا بہت بری عادت ہے، اس میں اللہ کے نام کی بڑی بے تعظیمی ہے اور بے حرمتی ہے، لہٰذا جہاں تک ہوسکے سچی بات پر بھی قسم نہ کھانا چاہیے۔

ارشادِ خداوندی ہے: وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ. (سورۂ قلم: ۱۰)

ترجمہ: اور ہر اُس شخص کا کہنا نہ مانو جو بہت قسمیں کھانے والا ذلیل ہو، اللہ تعالیٰ نے حلّاف یعنی بہت زیادہ قسمیں کھانے والے لوگوں کی بات نہ سُننے اور اُس کا کہنا نہ ماننے کی اِس آیت میں ہدایت کی ہے اور اس کے ساتھ ''مہین'' کا لفظ بھی لگا ہوا ہے جس کے معنی ذلیل کے ہیں، یعنی قسم کھانا فی نفسہٖ کوئی بری چیز نہیں، مگر حلّاف بن جانا بار بار بات

بات پر قسم کھانا ذلیل شخص کا کام ہے، جو لوگ جھوٹ بولنے میں مشہور ہو جاتے ہیں تو وہ اپنی ہر بات میں شک میں ہوتے ہیں کہ مخاطب اس کی بات پر اُس وقت تک اعتماد نہیں کرے گا جب تک وہ قسم کھا کر ان کو اطمینان نہ دلائیں، اِس وجہ سے ایسا شخص بات بات پر قسم کھاتا ہے۔

إن الأكثار بالحلف مكروه وان الحلاف مجترئ على الله لايكون برًا متقيًا. (تفسیر مظہری:۱/۲۸٦، سورہ بقرہ، حافظ کتب خانہ)

کافر کی قسم:

کافر کی قسم کا شریعت میں کوئی اعتبار نہیں ہے، لہٰذا کافر نے حالت کفر میں قسم کھائی اور کفر ہی کی حالت میں حانث ہو گیا، یا کفر کی حالت میں قسم کھائی اور اسلام لانے کے بعد حانث ہوا، تو دونوں صورتوں میں اس پر کوئی کفارہ لازم نہیں ہوگا۔

و إذا حلف الكافر ثم حنث في حال الكفر أو بعد إسلامه فلا حنث عليه. (مختصر القدوری:۲۲۸، کتاب الایمان)

باپ یا اولاد کی قسم کھانا:

بعض لوگ باپ یا اولاد کی قسم کھاتے ہیں، اس سے قسم نہیں ہوتی ہے، اگرچہ اس طرح قسم کھانا حرام اور ناجائز ہے اور حلف بغیر اللہ میں داخل ہے، جو بڑا گناہ ہے، اس لیے قسم صرف اللہ کی کھائے۔

وَ لا يحلف بالآباء و الأمهات و الأبناء و لو حلف بشيء من ذلك لا يكون يمينًا ، لأنه حلف بغير الله تعالىٰ و إن تعارفوا الحلف بهم و لكن الشرع نهى عنه. (بدائع الصنائع:۳/۱٦)

نابالغ بچوں کی قسم:

چھوٹے بچے اگر قسم کھا کر حانث ہوجائیں، تو ان پر کفارہ واجب نہ ہوگا، کیوں کہ کفارہ واجب ہونے کے لیے بالغ ہونا شرط ہے۔ علامہ کاسانیؒ لکھتے ہیں:

فلا یصح یمین الصبی وإن کان عاقلًا. (بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع: ۳/ ۲۰)

پاگل یا سونے والے کی قسم:

پاگل کی قسم، اسی طرح سونے کی حالت میں قسم کھانے سے قسم نہیں ہوتی ہے۔

لا یصح یمین الصبی والمجنون والنائم. (تاتارخانیہ: ۶/ ۲۶۵)

بیہودہ اور گندی قسم:

اگر کسی نے جھگڑے یا غصہ کی حالت میں قسم کھالی کہ اگر میں آئندہ تم سے بات کروں، یا تمہارے گھر جاؤں تو اپنی ماں سے زنا کروں، تو ایسے بیہودہ اور گندے الفاظ سے قسم نہیں ہوتی، ان گندے الفاظ سے توبہ کرنی چاہیے۔ صاحبِ قدوری نے اس کی وضاحت کی ہے:

إن قال: إن فعلت کذا فانا زانٍ أو شاربُ خمر، فلیس بحالف.
(قدوری: ۲۳۱، کتاب الایمان)

کسی دوسرے کا قسم دلانا:

کسی دوسرے کے قسم دلانے سے قسم نہیں ہوتی، جیسے کوئی آپ سے کہے تمہیں خدا کی قسم ہے، یہ کام ضرور کرو، تو اس سے قسم نہیں ہوتی ہے، جب تک کہ اس کے کہنے پر خود قسم نہ کھائے۔

من قال لشخص بحق الله أو بالله أن تفعل كذا لم يلزمه.
(شرح التنویر: ۵/ ۳۹۱)

ایسا کروں تو اپنے باپ کا نہیں:

کسی نے قسم کھائی کہ اگر تم سے بات کروں، یا تمہارے گھر جاؤں، تو اپنے باپ کا نہیں، تو اس سے قسم نہ ہوگی، لہٰذا حانث ہونے پر کفارہ بھی واجب نہ ہوگا۔

عن ابن عمر رضی الله عنهما ، أنه أدرك عمر بن الخطاب فی ركب وهو يحلف بأبيه ، فناداهم رسول الله ﷺ : ألا ، إن الله ينهاكم أن تحلفوا بآبائكم ، فمن كان حالفا فليحلف بالله ، وإلا فليصمت. (بخاری شریف، رقم:۶۱۰۸)

إن قال : إن فعلت كذا فانا زانٍ أو شارب خمر، فليس بحالف.
(قدوری/ ۲۳۱، کتاب الایمان)

بُت کی قسم کھانا:

بت پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ میں جو کچھ کہتا ہوں بالکل ٹھیک ہے، اس بت کی قسم! تو ایسی قسم کھانا ہرگز جائز نہیں، سخت گناہ ہے، نیز سلب ایمان کا شدید خطرہ ہے، اس لیے تجدید ایمان وتجدید نکاح بھی کرلیا جائے اور ندامت کے ساتھ توبہ واستغفار بھی کیا جائے، چناں چہ مروی ہے:

عن ابن شهاب ، أخبرنی حميد بن عبد الرحمٰن بن عوف ، أن أبا هريرة، قال قال رسول الله ﷺ : من حلف منكم ، فقال فی حلفه : باللات، فليقل : لا إله إلا الله، ومن قال لصاحبه : تعال أقامرك، فليتصدق.
(مسلم شریف، رقم: ۱۶۴۷)

ہلاک ہو جانے کی قسم:

کسی نے اس طرح قسم کھائی کہ اگر فلاں کام کروں تو ہلاک ہو جاؤں یا خدا کی مار پڑے، خدا کا غضب ٹوٹے، مرتے وقت کلمہ نصیب نہ ہو، اس طرح قسم کھانا جہالت کی دلیل ہے، مگر ان باتوں سے قسم نہ ہوگی، اور اس کے خلاف کرنے سے کفارہ لازم نہیں آئے گا۔

ولو قال: عليه غضب الله أو سخطه أو لعنته إن فعل كذا لم يكن يمينًا، لأنه دعاء على نفسه بالعذاب، والعقوبة والطرد عن الرحمة، فلا يكون حالفًا كما لو قال عليه عذاب الله وعقابه وبعده عن رحمته.

(بدائع الصنائع: ۳/ ۹، مختصر القدوری: ۲۲۸، مکتبہ بلال دیوبند)

قسم کے ساتھ متصلاً ان شاء اللہ کہنا:

کسی نے قسم کے ساتھ متصلاً ان شاء اللہ کہہ لیا، تو وہ قسم نہ رہے گی، اور ایسی قسم توڑنے سے کفارہ واجب نہ ہوگا، کیوں کہ اس نے ان شاء اللہ کہہ کر قسم کو اللہ کی مشیت سے مقید اور اللہ کی چاہت پر موقوف کر دیا اب اللہ کی مشیت کا علم نہیں، اس لیے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے:

من حلف على يمين فقال: إن شاء الله فلا حنث عليه.

(مشکوۃ شریف: ۲۹۷)

ترجمہ: جو شخص قسم کھا کر ان شاء اللہ کہہ دے تو وہ قسم منعقد نہ ہوگی، نہ حانث ہوگا، نہ کفارہ واجب ہوگا۔

دل ہی دل میں قسم کھانا:

قسم کے منعقد ہونے کے لیے شرط ہے کہ زبان سے الفاظِ قسم ادا ہوں، صرف سوچ لینے سے یا دل ہی دل میں قسم کھانے سے قسم نہیں ہوتی ہے، جب تک کہ قسم کے الفاظ زبان سے ادا نہ کرے۔

عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي ﷺ قال: إن الله تجاوز عن أمتي ما حدثت به أنفسها، مالم تعمل أو تتكلم، قال قتادة: إذا طلق في نفسه فليس بشئ. (بخاری شریف، حدیث:۵۲۶۹)

و اما ركن اليمين فهو اللفظ الذى يستعمل فى اليمين.
(بدائع الصنائع:۳/۱۰)

متبرک اشخاص واشیا کی قسم کھانا:

اللہ تعالیٰ یا اس کی صفاتِ حمیدہ کے علاوہ کسی بھی چیز کی قسم کھانا گناہ کبیرہ ہے، بعض لوگ کعبۂ معظّمہ یا محمد عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم کھاتے ہیں، یا ماں باپ کی قسم کھاتے ہیں، اسی طرح متبرک اشیا کی قسم کھانا جائز نہیں، اِس طرح قسم کھانا کبیرہ گناہ ہے، اس سے قسم نہیں ہوتی، اس لیے اس کے خلاف کرنے پر کفارہ لازم نہیں آئے گا، البتہ اس سے توبہ کرنی چاہیے۔ چناں چہ علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

لا يقسم بغير الله تعالىٰ كالنبى والقرآن والكعبة. (درمختار: ۱/۲۹۱)

غیر اللہ کی قسم کھانا:

اللہ کے سوا کسی اور چیز کی قسم کھانا شرک اور گناہ کبیرہ ہے اور اس سے قسم ہی

منعقد نہیں ہوتی ہے، جیسے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قسم، نبی کی قسم، فرشتوں کی قسم، کعبہ کی قسم، اپنی آنکھوں کی قسم، اپنی جوانی کی قسم، تیرے باپ کی قسم، تیرے سر کی قسم، تمہاری قسم، تمہاری جان کی قسم، تیرے لڑکے کی قسم وغیرہ، اس طرح قسم کھانا بہت بڑا گناہ ہے، اللہ کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہرانے جیسا ہے، تاہم اس سے قسم نہیں ہوتی، لہٰذا ایسی قسم کھا کر اس کے خلاف کرنے سے کفارہ واجب نہ ہوگا۔

وعن ابن عمر رضی الله عنه قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول من حلف بغير الله فقد أشرك. (ابوداؤد شریف: حدیث: ۳۲۵۱)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سنا ''کعبہ کی قسم'' تو آپؓ نے فرمایا: کہ غیر اللہ کی قسم نہ کھاؤ، کہ میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ: **من حلف بغير الله فقد أشرك** -جس نے اللہ کے علاوہ کسی اور کی قسم کھائی تو اس نے شرک کیا۔

اِس حدیث میں صاف معلوم ہوا کہ اللہ کے علاوہ کسی چیز کی قسم کھانا اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرانے جیسا بڑا گناہ ہے۔

اِس میں شک نہیں کہ گرچہ بعض لوگوں کا عقیدہ درست ہوتا ہے، جب وہ غیر اللہ کی قسم جیسے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا باپ دادا کی قسم کھاتے ہیں، تو وہ ان کو حاضر ناظر نہیں مانتے اور نہ وہ ان کو کسی غیبی طاقت کا مالک سمجھتے ہیں بل کہ صرف عادت ورواج کی بنا پر ان کی زبان سے ایسی قسم نکل جاتی ہے، اس لیے ایسی قسم شرک حقیقی تو نہیں ہوئی لیکن صورتاً پھر بھی شرک ہے، اگر خدانخواستہ اس کا عقیدہ ہی مشرکانہ ہے تو ایسی صورت میں حقیقی اور کھلا ہوا شرک ہے (اللہ حفاظت فرمائے)۔

ہاں! اگر اللہ کی طرف نسبت کر کے قسم کھائی، جیسے: ''ربِّ کعبہ کی قسم''، ''آسمان اور زمین کے رب کی قسم'' تو اِس طرح قسم کھانا درست ہے اور یہ قسم ہو جائے گی۔

غیر اللہ کی قسم جائز نہیں، تو قرآن مجید میں غیر اللہ کی قسم کیوں؟

اوپر کے مسائل سے یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ غیر اللہ (مخلوق کی قسم) اگر صوری یا حقیقی شرک ہے اس لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں اِس سے منع فرمایا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ نے خود قرآن مجید میں بہت سے مقامات پر غیر اللہ یعنی مخلوق کی قسم کیوں کھائی ہے۔

اِس سوال مذکور کے علمائے مفسرین نے کئی جوابات دیے ہیں:

(۱) شرعی احکام بندوں کے لیے ہیں، اللہ تعالیٰ شرعی احکام کا پابند نہیں ہے۔

لا یسئل عمّا یفعل وھم یُسئلون ''نہیں پوچھا جائے گا اس سے (اللہ سے) جو وہ کرتا ہے، جب کہ اُن سے (بندوں سے) پوچھا جائے گا''۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی جو قسمیں کھائی ہیں، ان میں مضاف محذوف ہے، جیسے والضُّحیٰ میں 'رب' محذوف ہے، اصل میں ''و رب الضُّحیٰ'' ہے، یعنی چاشت کے وقت کے رب کی قسم۔

(۳) قرآن مجید میں جن چیزوں کی قسمیں کھائی گئی ہے، اُس سے مقصد محض پیشگی مضبوط دلائل اور بعد میں آنے والی باتوں کی گواہیاں ہوتی ہیں، جیسے وَالْعٰدِیٰتِ ضَبْحًا.

(۴) یا مقسم بہٖ کے حالتِ عجیبہ کو بتلانا ہے۔

نٓ. وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُونَ.

اللہ تعالیٰ کی قسم کتنی عظیم اور غیر اللہ کی قسم کس قدر بری بات ہے:

جب کوئی کہتا ہے کہ اللہ کی قسم یا کہتا ہے کہ واللہ میں یہ کام نہیں کروں گا، تو اِس کا مطلب ہوتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کو اپنے اوپر گواہ بناتا ہوں کہ میں یہ کام نہیں کروں گا، یعنی قسم کھا کر دوسرے کو اعتماد دلاتا ہے کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ سچ ہے اور اِس پر اللہ کو گواہ اور ضامن بھی بناتا ہے، جس شخص کا اللہ تعالیٰ پر ایمان ہو وہ غیر اللہ کی قسم کبھی نہیں کھا سکتا، کیوں کہ مخلوق میں کوئی عالم الغیب نہیں اور نہ کوئی حاضر وناظر ہے اسی وجہ سے غیر اللہ کی قسم شرک کے درجہ میں ہے۔

غیر اللہ کی قسم سے صحابۂ کرامؓ کا حددرجہ اجتناب کا اہتمام:

امیر المومنین حضرت عمرؓ کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دورانِ گفتگو بار بار یہ قسم کھاتے ہوئے سنا: میرے باپ کی قسم! میرے باپ کی قسم! پس رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ”خبردار! بیشک اللہ تعالیٰ نے تمہیں آباء واجداد کی قسمیں کھانے سے منع کیا ہے“۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ: قسم بخدا! اِس کے بعد میں نے کبھی ایسی قسم نہ کھائی، نہ یاد ہوتے ہوئے اور نہ بھول کر۔

تشریح: حضرت عمرؓ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اِس تنبیہ کا اتنا خیال فرمایا کہ پھر بھول کر بھی غیر اللہ کی قسم نہیں کھائی، اگرچہ بھول پر آدمی کا بس نہیں، بھول چوک شرعاً معاف بھی ہے، مگر حضرت عمرؓ نے حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تنبیہ کا اِس درجے خیال رکھا کہ پھر بھول کر بھی غیر اللہ کی قسم منہ سے کبھی نہیں نکلی، یہ خوبی صحابۂ کرامؓ میں تھی، ایک مرتبہ تنبیہ کے بعد پھر وہ غلطی سرزد نہ ہوتی۔

حالاں کہ عام لوگوں کا حال یہ ہے کہ کسی تنبیہ کا اثر چند دن رہتا ہے، پھر وہی حال، ہمیں بھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تنبیہ کا خیال رکھنا چاہیے، نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیر اللہ کی قسم کھانے سے منع فرمایا کہ قسم کھانے والا یا تو اللہ کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔

سَمِعَ النَّبِی ﷺ عُمَرَ وَهُوَ يَقُوْلُ: وَ أَبِيْ ! وَ أَبِيْ ! فَقَالَ: أَلَا إِنَّ اللّٰهَ يَنْهَا كُمْ أَنْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَائِكُمْ. فَقَالَ عُمَرُ : فَوَ اللّٰهِ مَا حَلَفت بِهٖ بَعْدَ ذٰلِكَ ذَا كِرًا وَ لَا آثِرًا.
(ترمذی شریف باب فی کراہیۃ الحلف بغیر اللہ)

شفاعت سے محروم ہونا قسم نہیں ہے:

مثلاً: زید و بکر نے یہ معاہدہ کیا کہ ہم کبھی بھی اپنا تعلق ختم نہیں کریں گے، اگر ہم باہمی قطع تعلق کریں، تو ہم کو بروز قیامت حضور علیہ السلام کی شفاعت نصیب نہ ہو، تو یہ صورت قسم کی نہیں ہے، لہٰذا کفارہ بھی لازم نہ ہوگا، لیکن ایسے معاہدہ سے اجتناب کرنا چاہیے۔

قال فی الدر المختار : وفی فأنا برئ من الشفاعة لیس بیمین، لأن منکرها مبتدع لا کافر. (الدر المختار علی ہامش رد المحتار، کتاب الایمان: ۳/۷۲۰)

جنّت کے حرام ہونے کی قسم کھانا:

اگر کوئی شخص اس طرح قسم کھائے کہ اگر میں فلاں کام کروں تو خدا مجھ پر جنت حرام کردے یا دوزخ کا عذاب دے، تو اس سے قسم نہ ہوگی۔

لا بغیر الله کرحمته و رضائه و غضبه و عذابه. (شرح وقایہ: ۲/۲۳۴)

آئندہ زمانے کی قسم:

ایسی بات پر قسم کھائی جو ابھی نہیں ہوئی، بل کہ آئندہ ہوگی۔ مثلاً یہ کہے کہ خدا کی

قسم! آج میرا فلاں دوست آئے گا، یا آج پانی برسے گا، پھر اس کا دوست نہ آیا، یا پانی نہ برسا، تو قسم میں حانث ہوگیا، لہٰذا کفارہ واجب ہوگا، کیوں کہ یہ یمین منعقدہ ہے۔

والمنعقدة ما يحلف على أمر في المستقبل أن يفعله أو لا يفعله، وإذا حنث في ذلك لزمته الكفارة. (ہدایہ:۲/۴۷۸)

کافر ہونے کی قسم کھانا:

کسی نے اس طرح قسم کھائی کہ اگر فلاں کام کروں تو بے ایمان ہو کر مروں، یا فلاں کام کروں تو میں کافر، یا فلاں کام کروں تو میں مسلمان نہیں، تو اس طرح کہنے سے قسم ہو جائے گی، اس کے خلاف کرنے سے کفارہ دینا پڑے گا، اور صحیح تر قول کے مطابق ایمان نہ جائے گا، مگر ایسی قسم کھانا بڑا گناہ ہے۔

وإن قال: إن فعلت كذا فأنا يهودي أو نصراني أو كافر يكون يمينًا. (ہدایہ:۲/۴۸۱)

قسم کھا کر نکاح نہ ہونے کا اقرار کرنا:

کسی نے قسم کھا کر کہا کہ میری شادی نہیں ہوئی ہے حالاں کہ وہ شادی شدہ ہے، تو اس سے نکاح پر کوئی فرق نہیں پڑے گا، اور یہ قسم منعقد بھی نہیں ہوگی، البتہ اس طرح کی غلط بیانی سے توبہ واستغفار کرنی چاہیے، اس لیے کہ یہ یمینِ غموس کی قبیل سے ہے۔

فالغموس هو الحلف على أمر ماض يتعمد الكذب فيه فهذه اليمين يأثم فيها صاحبها، لقوله عليه الصلوٰة والسلام: من حلف كاذبا أدخله الله النار، ولا كفارة فيها إلا التوبة والاستغفار. (ہدایہ:۲/۳۷۸)

تاجر کا جھوٹی قسم کھانا:

تاجر حضرات بسا اوقات جھوٹی قسمیں کھا کر اپنا مال فروخت کر لیتے ہیں، اگرچہ ایسی قسم سے کفارہ واجب نہیں ہوتا، مگر احادیث میں اس پر سخت وعید ہے، چناں چہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ کسی مسلمان کا مال حاصل کرنے کے لیے جو شخص قسم کھائے اور وہ اس میں جھوٹا ہو، تو ایسا شخص قیامت میں اللہ سے اس حالت میں ملے گا کہ اللہ تعالیٰ اس پر سخت ناراض ہوں گے۔

عن عبد الله قال: قال رسول الله ﷺ: من حلف على يمينٍ هو فيها فاجر ليقتطع بها مال إمرى مسلم لقي الله وهو عليه غضبان.

(ابوداؤد شریف: ۴۶۲)

غلط قسم کا حکم:

کسی اچھے کام کے نہ کرنے کی قسم کھالے یا کسی غلط کام کے کرنے قسم کھالے، تو ایسی صورت میں شریعت کا حکم یہ ہے کہ پہلے اپنی قسم توڑ کر اس کام کو انجام دے دے، اور بعد میں کفارہ ادا کردے۔ چناں چہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے:

من حلف على يمين فرأى خيراً منها فليكفر عن يمينه وليفعل.

(مشکوٰۃ: ۲۹۶)

اِس حدیث پاک کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص کسی بات پر قسم کھائے اور بعد میں اس کو معلوم ہوا کہ جس چیز کی قسم کھائی ہے وہ بہتر نہیں بل کہ قسم توڑنے میں خیر و بھلائی ہے تو وہ اپنی قسم توڑ کر خیر و بھلائی کا وہ کام کرلے اور قسم کا کفارہ دے دے۔

گھر میں قدم نہ رکھنے کی قسم:

قسم کھائی کہ اب تیرے گھر میں قدم نہیں رکھوں گا، تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اب کبھی اس کے گھر نہیں آئے گا، لہٰذا اگر گھر میں قدم رکھے بغیر سوار ہوکر چلا گیا یا کود کر اس کے گھر میں چلا جائے، ہر صورت میں قسم ٹوٹ جائے گی۔ علامہ حصکفی لکھتے ہیں:

لا یضع قدمه فی دار فلان، حنث بدخولها مطلقًا، ولو حافیًا أو راكبًا.
(درمختار مع الشامی: ۵/ ۵۵۳)

کسی کو نکلوانے کی قسم:

قسم کھائی کہ فلاں کو یہاں سے نکلوا کر رہوں گا، تو جب تک اس کے نکلوانے کی کوشش میں لگا رہے گا، حانث نہ ہوگا، اور جب کوشش کے باوجود نہیں نکلوا سکا، تو اب حانث ہوگیا، کفارہ ادا کرے، اس لیے کہ یہ یمینِ منعقدہ ہے۔

والمنعقدة ما یحلف علی أمر فی المستقبل أن یفعله أو لا یفعله وإذا حنِث فی ذلك لزمته الكفارة. (ہدایہ ۲/ ۴۷۸)

اللہ کا نام لیے بغیر قسم کھانا:

قسم میں خدا کا نام نہیں لیا، فقط کہہ دیا کہ میں قسم کھاتا ہوں کہ فلاں کام نہیں کروں گا، تب بھی قسم ہوگئی، اسی طرح خدا کی صفات کے ذریعہ قسم کھانے سے بھی قسم ہوجاتی ہے، جیسے خدا کی عزت وجلال کی قسم، خدا کی بزرگی اور بڑائی کی قسم، تو قسم ہوگئی، حانث ہونے پر کفارہ واجب ہوگا۔

والیمین بالله أو بصفته من صفاته التی یحلف بها عرفًا كعزة الله

وجلاله، وقد تضمر الحروف فی القسم. (ہدایہ: ۲/ ۴۹)

قول القائل: اقسم أو احلف، بدون ذکر المقسم به، یکون یمینًا.
(بذل المجہود: ۱۰/ ۵۷۰)

کسی کے آنے تک روزہ رکھنے کی قسم:

کسی نے قسم کھائی کہ زید جب تک حج سے واپس نہ آجائے، میں ہر پیر کو روزہ رکھتا رہوں گا، پھر اس کو خبر پہنچی کہ زید سفر حج میں انتقال کر گیا ہے، تو اس کی قسم باطل ہو گئی، اب وہ اس قسم کی وجہ سے روزہ نہ رکھے :

ولا یبقی إذا صار بحال یستحیل وجودُه. (عالمگیری: ۲/ ۵۱)

درخت نہ خریدنے کی قسم:

زید نے قسم کھائی کہ درخت نہیں خریدے گا، پھر ایسی زمین خریدی جس میں درخت ہے، تو قسم ٹوٹ گئی، کیوں کہ درخت کی خریداری اسی طرح ہوتی ہے۔

و کذا لو حلف أن لا یشتری شجرًا فاشتری أرضًا فیها شجر کان حانثا، لان الشجر هٰکذا یشتری. (قاضی خان علی ہندیہ: ۲/ ۵۱)

کسی کے ساتھ نہ کھانے کی قسم:

قسم کھائی کہ زید کے ساتھ نہیں کھاؤں گا، پھر ایک دسترخوان پر الگ الگ پلیٹ میں کھایا تو قسم نہیں ٹوٹی، اگر ایک ساتھ ایک تھال میں کھایا تو قسم ٹوٹ گئی۔

رجل حلف أن لا یأکل مع فلان، فأکل هٰذا من إناء و هذا من إناء آخر، لا یکون حانثا مالم یأکلا من إناء واحد. (قاضی خان علی ہندیہ: ۲/ ۵۴)

دودھ نہ خریدنے کی قسم کھائی، پھر دودھ والی بکری خریدی:

قسم کھائی کہ دودھ نہیں خریدوں گا، پھر ایسی بکری خریدی، جس کے تھن میں دودھ ہو تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔

كذا لو حلف أن لا يشتري لبنا. فاشترى شاة في ضرعها لبنٌ لا يكون حانثًا. (قاضی خان علی ہندیہ: ۲/ ۵۴)

کسی کو گھر میں نہ آنے دینے کی قسم کھانا:

زید نے قسم کھائی کہ حامد کو گھر میں نہیں آنے دوں گا، پھر حامد کو اپنے گھر میں اترتے دیکھا اور خاموش رہا، تو قسم ٹوٹ گئی۔

حلف لا يدع فلانا يدخل هذه الدار فشرط البرّ منعه بالقول والفعل بقدر ما يطيق. (شامی)

ممبئ نہ جانے کی قسم:

قسم کھائی کہ ممبئ نہیں جاؤں گا، تو اگر وہ ممبئ سے مدت سفر کی مقدار سے دور ہے تو اپنے گاؤں سے ممبئ جانے کے ارادہ سے نکلا اور گاؤں سے باہر نکل گیا، تو قسم ٹوٹ گئی، اگر مدت سفر سے کم مقدار میں یہ قسم کھائی ہے تو محض ممبئ جانے کے ارادہ سے اپنے گھر سے نکلتے ہی قسم ٹوٹ جائے گی چاہے وہ ممبئ اب جائے یا نہ جائے۔

فلو حلف (لا يخرج إلى مكة فخرج حنث إذا جاوز عمران مصره على قصدها) إن بينه و بينها مدة سفر، و إلا حنث بمجرد انفصاله.

(درمختار مع شامی: ۵/ ۵۴۶)

کسی دینی مصلحت کے لیے قسم توڑ دینا:

اگر کوئی شخص کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم کھائے اور بعدازاں اس کام کی مخالفت میں کوئی دینی مصلحت سامنے آئے، تو اس شخص پر لازم ہے کہ وہ اس قسم کو توڑ کر اُس کام کو کر لے اور پھر اس کا کفارہ ادا کر دے۔

عن أبي موسى عن النبي ﷺ قال ما على الأرض يمين احلف عليها فاری غیرها خيرا منها إلا أتيته. (سنن النسائی: ۲/ ۱۴۳)

جان کے خوف سے جھوٹی قسم کھانا:

جان و مال وآبرو کے خوف سے جھوٹ کی اجازت ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ صریح جھوٹ نہ بولے، تعریضا درست ہے۔

تعریض یہ ہے کہ مخاطب (جس سے کلام کیا جا رہا ہے) کلام کو بغیر متکلم کے صراحت کے نہ سمجھیں۔

عام حالات میں تعریضاً قسم کھانا منع ہے، آدمی قسم کھاتے وقت توریہ نہ کرے، لیکن علمانے لکھا ہے کہ اگر مدعی علیہ مظلوم ہو تو پھر ظلم سے بچنے کے لیے قسم میں توریہ جائز ہے۔جیسا کہ اِس حدیث سے معلوم ہوتا ہے:

سويد بن حنظلة قال خرجنا نريد رسول الله ﷺ و معنا وائل بن حجر فاخذه عدُوٌّ له فتحرّج القوم أن يحلفوا و حلفت أنه أخي فخلّى سبيله فأتينا رسول الله ﷺ فاخبرته ان القوم تحرجوا أن يحلفوا وحلفت أنه أخي، قال صدقت المسلم أخو المسلم. (ابوداؤد شریف: ۳۲۵۶)

ترجمہ: حضرت سوید بن حنظلہ ؓ کہتے ہیں کہ ہم اپنے وطن سے چلے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

ملاقات کے ارادہ سے، ہمارے ساتھ وائل بن حجرؓ بھی تھے، ان کو کسی دشمن نے پکڑ لیا، میں نے دشمن کے سامنے قسم کھائی کہ یہ میرا بھائی ہے (دل میں مراد لیا کہ ایمانی رشتہ سے بھائی ہے) اُس پر دشمن نے ان کو چھوڑ دیا، دوسرے لوگوں نے قسم کھانے سے گریز کیا گناہ کے خوف سے، پھر جب ہم رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پہنچے تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ واقعہ سنایا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری تائید فرمائی، صدقت المسلم أخو المسلم - مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔

اِس حدیث سے ظلم سے بچنے کے لیے توریہ کی اجازت معلوم ہوگئی۔

الکذب مباح لإحیاء حقه و دفع الظلم عن نفسه ، والمراد التعریض، لأن عین الکذب حرام. (الدر المختار علی هامش رد المختار: ۵/ ۳۷۷)

قرآن پاک کی قسم کھانا:

قرآن کی قسم کھا کر کوئی بات کہی جائے تو قسم ہو جائے گی اور اِس قسم کو توڑنے کی صورت میں کفارہ لازم آئے گا، کیوں کہ قرآن شریف اللہ کا کلام ہے اور کلام، اللہ کی صفت ہے۔ والقسم باللّٰہ تعالیٰ ... أو باسم من اسمائه أو بصفة من صفاته.
(شامی: ۵/ ۵۵۵)

اور اللہ کی ذات یا اللہ کے اسماء اور صفات سے قسم کھانے کی اجازت ہے۔

اگر قرآن کی قسم کھانے کو غیر اللہ کی قسم شمار کیا جائے تب بھی فقہائے متاخرین نے فرمایا ہے کہ عرف کی وجہ سے قرآن کی قسم کھانے سے قسم منعقد ہو جائے گی۔

ولا یخفی أن الحلف بالقرآن متعارف فیکون یمینًا.
(الفقہ الاسلامی: ۴/ ۴۶۳)

مگر احتیاط یہی ہے کہ قرآن مجید کی قسم نہ کھائے۔

قرآن مجید پر ہاتھ رکھنے، نیز قرآن کو اُٹھانے سے قسم منعقد ہو جائے گی:

قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر قسم کھانے سے قسم منعقد ہو جائے گی، اور آج کل حلف میں قرآن مجید اُٹھانے کا رواج پڑ چکا ہے، اس وجہ سے قرآن مجید اُٹھانے سے بھی قسم منعقد ہو جائے گی۔ علامہ شامیؒ لکھتے ہیں:

لو حلف بالمُصحف أو وضع يده عليه فهو يمين. (ردالمحتار: ۵/ ۵۸۵)

ہاں! اگر صرف قرآن مجید پر ہاتھ رکھا اور قسم کے الفاظ نہیں کہے تو اِس سے قسم نہیں ہوگی۔

قرآن سے حلف دلانا:

کسی کو اہم ذمے داری سپرد کرتے وقت قرآن سے حلف دلانا جائز ہے، ایسے بھی ہر مومن ایمانی تقاضا کے تحت خود بخود امانت، دیانت کا حلف بردار ہوتا ہے، اس کی ضرورت پیش آنی ہی نہیں چاہیے کہ قرآن مقدس سے حلف دلایا جائے، اگر کبھی ایسی ضرورت محسوس ہو تو شرعاً اِس بات کی گنجائش ہے کہ کسی کو اہم عہدہ دیتے وقت یا کسی معاملہ میں تحقیق حال پر قرآن کریم پر حلف لیا جائے، حلف لینے اور اُٹھانے دونوں کی اجازت ہے۔ جیسا کہ شامی کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے: قال العيني: و عندي أن الحلف بالمصحف يمين لا سيما في زماننا. (شامی: ۵/ ۴۸۵)

'خدا گواہ ہے'، 'خدا شاہد ہے' کہہ کر قسم کھانا:

اگر کسی نے کہا ''خدا گواہ ہے''، ''خدا شاہد ہے'' یا ''خدا کو حاضر ناظر جانتے ہوئے کہتا ہوں''، تو ان الفاظ کے ذریعہ قسم کھانا متعارف ہو چکا ہے، اس لیے قسم واقع

ہو جائے گی، فقہا کا قاعدہ ہے:

الأيمان مبنية على العرف، الأيمان إن كانت بالله تعالى فإنها تبنى على العرف فيحمل اللفظ فيها على معناه المتعارف.

(کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ: ۲/ ۸۹)

والشهادة يمين قال الله تعالى (قالوا نشهد انك لرسول الله) (المنافقون). (البحر الرائق: ۴/ ۳۰۷)

حلال چیز کو حرام کر لینا:

اگر کسی نے کوئی حلال چیز اپنے اوپر حرام کر لی، جیسے اپنی بیوی سے کہہ دیا کہ تمہارے ہاتھ کی پکی ہوئی روٹی مجھ پر حرام ہے، تو جس چیز کو خدا نے حلال کیا ہے، وہ ہمارے حرام کرنے سے حرام نہیں ہوگی، بل کہ وہ جائز ہی رہے گی، البتہ حلال چیز کو حرام کرنے سے قسم منعقد ہو جائے گی، لہٰذا اگر روٹی کھالی، تو قسم کا کفارہ واجب ہوگا۔

علامہ شامی لکھتے ہیں: **تحريم الحلال يمين.**

(ردالمحتار: ۵/ ۵۰۹، فتاوی تاتارخانیہ: ۶/ ۱۲ کتاب الایمان، الفاظ الیمین)

شے حرام کو حرام کر لینا:

اگر کسی نے کہا آئندہ مجھ پر فلم دیکھنا حرام ہے، تو کسی چیز کو اپنے اوپر حرام کرنا قسم ہے، اگر چہ وہ چیز پہلے سے حرام ہو، جیسے خنزیر وغیرہ، اسی طرح فلم دیکھنا، ویسے ہی حرام ہے، مع ہٰذا اس کو اپنے اوپر حرام کرنے سے قسم ہوگئی، اب اگر خدانخواستہ اس نے آئندہ فلم دیکھی، تو سخت گنہگار ہونے کے علاوہ قسم کا کفارہ بھی واجب ہوگا۔

ومن حرم شيئًا ثم فعله كفر، وفي الشرح ولو حرامًا. (شامی: ۵/ ۵۰۸)

کسی بستی میں نہ جانے کی قسم کھائی، وہاں سے گذرنے کا حکم:

اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ میں فلاں بستی میں نہیں جاؤں گا، اب اگر وہ دوسری بستی میں جانے کے لیے اس بستی سے بے خیالی میں گذر جائے، تو کفارہ نہیں ہے، اور اگر اس بستی سے بالارادہ گذرے گا تو اپنی قسم میں حانث ہو جائے گا اور کفارہ ادا کرنا لازم ہوگا۔

رجل حلف لا یخرج من الری إلی الکوفة فخرج من الری یرید مکة و طریقة علی الکوفة. قال محمد: إن کان حین خرج من الری نوی أن یمرَّ بالکوفة فهو حانث. (بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، الفاظ یمین معلق)

''مجھے قسم ہے یا قسم کھاتا ہوں'' کے الفاظ سے قسم کھانا:

اگر کوئی شخص لفظ ''مجھے قسم ہے یا قسم کھاتا ہوں'' کے الفاظ سے قسم کھاتا ہے، اور یہ نہ کہا کہ اللہ کی قسم تو بھی ان الفاظ سے قسم منعقد ہو جاتی ہے، کیوں کہ قسم صرف اللہ ہی کی مشروع ہے، لہٰذا مطلق قسم بولنے پر اللہ ہی کی قسم مراد ہوگی۔

ولو قال: علي یمین.... فهو یمین. (تاتارخانیہ: ۶/ ۱۱، کتاب الایمان والنذور)

سنیما دیکھنے یا گناہ کے کام کرنے کی قسم کھانا:

زید نے قسم کھائی کہ آج سنیما ضرور دیکھوں گا، تو شرعاً سنیما دیکھنا بہت بڑا گناہ ہے، اس لیے سنیما بالکل نہ دیکھے، یا زید نے قسم کھائی کہ آج فلاں کی کوئی چیز چرالوں گا تو یہ حرکت نہ کرے بل کہ اگر کسی بھی گناہ کے کام کی قسم کھائی ہے تو قسم کی وجہ سے وہ گناہ کا کام نہ کرے، کیوں کہ قسم کی وجہ سے کوئی بھی گناہ کا کام کرنا جائز نہیں ہوتا ہے بل کہ ایسی صورت میں اِس قسم سے بری ہونے کے لیے صرف قسم کا کفارہ دیدے۔

مشہور فقیہ علامہ ابن نجیم مصریؒ لکھتے ہیں: ومن حلف علی معصیة ینبغی أن یحنث أی یجب علیه الحنث. (البحر الرائق: ۴/ ۴۹۰)

بیوی کو نہ مارنے کی قسم کھانا:

شوہر اگر اپنی بیوی کی محبت میں آ کر قسم کھالے کہ خدا کی قسم کبھی تجھ کو نہیں ماروں گا، پھر غصہ میں آ کر بیوی کی چوٹی پکڑ کر گھسیٹے یا گلا گھونٹ دے تو قسم ٹوٹ گئی، کفارہ ادا کرے، لیکن اگر ایسا دل لگی اور پیار ومحبت میں کیا ہے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔

صاحبِ ہدایہ لکھتے ہیں: ومن حلف لا یضرب امرأته فمد شعرها أو خنقها حنث، لأنه اسم لفعل مؤلم ..... لا یحنث فی حال الملاعبة.

(ہدایہ: ۲/ ۵۰۴)

نکاح نہ کرنے کی قسم کھانا:

کسی نے نکاح نہ کرنے کی قسم کھائی، بعد میں وہ بذات خود اپنا نکاح کرے یا دوسرے کسی کو اس کے انعقاد نکاح کا وکیل بنائے، دونوں صورتوں میں وہ حانث ہو جائے گا، مگر ایسی قسم کھا کر نکاح سے رُکے رہنا ٹھیک نہیں، کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تجرد کی زندگی گذارنے سے منع فرمایا ہے، اس لیے نکاح کرلے اور بعد میں قسم کا کفارہ ادا کردے۔

فلو حلف لا یتزوج فعقد بنفسه أو وکل فعقد الوکیل، حنث.

(ردالمحتار: ۵/ ۶۶۸)

حقیقی بھائی کے ساتھ تعلقات نہ رکھنے کی قسم کھانا:

زید نے قسم کھائی کہ آج کے بعد وہ اپنے بھائی خالد سے تعلقات نہیں رکھے گا، تو ایسی قسم کا توڑنا واجب ہے، کیوں کہ یہ قطع رحمی ہے، جو بہت بڑا گناہ ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا

ارشاد ہے: لا یدخل الجنۃ قاطع یعنی اہلِ قرابت و رشتے داروں کے ساتھ قطع تعلق کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا، اس لیے آپس میں بات چیت اور تعلقات شروع کردے، گرچہ سلام ہی سے ہو اور پھر قسم کا کفارہ ادا کردے۔

قال العلامة الحصكفي رحمه الله : و من حلف على معصية كعدم الكلام مع أبويه أو قتل فلان اليوم وجب الحنث و التكفير وصلة الرحم واجبة.

(الدر المختار مع رد المحتار: ۳/ ۶۲، کتاب الایمان)

اگر میں فلاں مسجد میں نماز پڑھادوں تو کافر:

اگر کسی نے قسم کھائی کہ اگر میں نے فلاں مسجد میں نماز پڑھائی تو میں کافر، پھر خدا کی شان، انہوں نے بھول سے اسی مسجد میں نماز پڑھا دی، تو اب یہ شخص حانث ہوجائے گا، اب کفارہ ادا کرے، لیکن کافر نہ ہوگا، تاہم ایسی قسم کھانے سے حد درجہ اجتناب کی ضرورت ہے۔

ولو قال إن فعل كذا فهو يهودي أو نصراني أو مجوسي، أو بريء من الإسلام أو نحو ذلك، مما يكون اعتقاده كفرًا فهو يمين استحسانا، حتى لو فعل ذلك الفعل يلزمه الكفارة ولا يصير كافرًا. (فتاوی ہندیہ: ۲/ ۵۴)

القاصد في اليمين والمكره والناسي سواء. (قدوری: ۲۳۰)

بیوی کا اپنے شوہر سے ملنے کو حرام کرلینا:

کسی عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ آپ مجھ پر حرام ہیں، یا میں خود کو آپ پر حرام سمجھتی ہوں، تو اس سے وہ حرام نہ ہوگی، البتہ قسم منعقد ہوجائے گی، لہٰذا اگر شوہر نے بیوی کی رضامندی سے جماع کرلیا، تو عورت پر کفارہ واجب ہوگا۔

امرأة قالت لزوجها: أنت عليّ حرام، أو قالت حرمتك على نفسي فهذا يمين حتى لو طاوعته في الجماع كانت عليها كفارة. (الفتاوی التاتارخانیہ: ۳/ ۳۸۵)

مذاق میں قسم کھانے کا حکم:

اگر کوئی شخص آئندہ کسی کام کے کرنے یا نہ کرنے کی قسم مذاق میں کھائے اور قسم کے الفاظ استعمال کرے تو اِس سے قسم منعقد ہو جائے گی، نیت اور مذاق کا اعتبار نہ ہوگا، قسم کو پورا کرنا لازم ہوگا (اگر وہ حرام کی نہ ہو) ورنہ کفارہ ادا کرنا لازم ہوگا۔

ثلاث جدّهن جدّ، وهزلهن جدّ، وعدّ منها اليمين.

(حاشیہ مختصر القدوری: ۲۲۸)

بھول میں خلافِ قسم کر لیا:

قسم کھائی کہ آج فلانی چیز نہیں کھاؤں گا، پھر قسم یاد نہیں رہی اور بھول میں اسی چیز کو کھا لیا، یا کسی نے زبردستی کھلا دیا، تو قسم ٹوٹ گئی، کفارہ واجب ہوگا۔

القاصد في اليمين والمكره والناسي سواء. (مختصر القدوری: ۲۳۰)

قسم کی صورت میں مرنے کے بعد نہلانا:

کسی ضعیف العمر کی خدمت سے عاجز ہو کر کسی نے قسم کھائی کہ اب نہ تو میں آپ کو غسل کراؤں گا، اور نہ کپڑا پہناؤں گا، اتفاق سے چند دنوں کے بعد اس ضعیف کا انتقال ہو گیا، انتقال کے بعد اسی شخص نے اس کو غسل دیا، کفن پہنایا، تو اس نے اچھا کام کیا، مگر اپنی قسم میں حانث ہو گیا، لہٰذا کفارہ ادا کرے۔

ولو حلف لا يغسل فلاناً، أو حلف لا يغسل رأس فلان، فغسل بعد الموت يحنث في يمينه. (تاتارخانیہ: ۵/ ۳۵)

تمام کھانے کی چیز کو حرام کر لینا:

کسی نے اپنے اوپر تمام کھانے کی چیزوں کو حرام کر لیا، تو اس سے وہ چیز حرام نہیں ہوگی، کیوں کہ جس چیز کو اللہ نے حلال کیا ہے، وہ حلال ہی رہے گی، کسی کے حرام کرنے سے حرام نہ ہوگی، اور اس کو کھانے سے حرام کھانا نہیں کہا جائے گا، البتہ حلال چیز کو حرام کر لینے سے قسم منعقد ہو جائے گی، لہٰذا اگر کھالیا تو قسم کا کفارہ واجب ہوگا۔

و من حرم ملكه على نفسه ، بأن قال حرمت على طعامي أو نحوه، لا يحرم إن عمل معاملة المباح فعليه الكفارة. (مجمع الانہر: ۱/ ۵۴۰)

قسم کھا کر (العیاذ باللہ) مرتد ہو گیا:

کوئی مسلمان اگر قسم کھانے کے بعد العیاذ باللہ مرتد ہو گیا، پھر حالت ارتداد میں قسم میں حانث ہوا، یا پھر اسلام لے آیا اور پہلی قسم توڑ دی، تو کفارہ واجب نہ ہوگا۔

فلو حلف مسلمًا ثم ارتد ثم أسلم ثم حنث فلا كفارة.

(شامی: ۵/ ۴۷۳)

روزہ نماز نہ کرنے کی قسم:

کسی نے اپنی حماقت سے قسم کھائی کہ میں نماز نہیں پڑھوں گا، یا ماہ رمضان کے روزے نہیں رکھوں گا، پھر نادم ہوا اور نماز پڑھنی شروع کی، تو جیسے ہی پہلی رکعت کا سجدہ کرے گا، قسم ٹوٹ جائے گی۔ اسی طرح صرف روزہ کی نیت کر کے روزہ شروع کرنے سے قسم ٹوٹ جائے گی، ایسی قسم کھانا نہیں چاہیے، اگر غلطی سے کھالی تو قسم توڑ کر کفارہ ادا کرے۔

حلف لا يصوم حنث بصوم ساعة حلف لا يصلي حنث بر كعة.

(الدر المختار مع رد المحتار: ۵/ ۶۴۸)

والد سے بات نہ کرنے کی قسم:

والد سے بات نہ کرنے کی قسم کھالے، تو قسم منعقد ہوجائے گی، لیکن قسم کا توڑ دینا ضروری ہے، کسی سے بھی تین دن سے زیادہ ترک کلام بلا وجہ شرعی ناجائز ہے، چہ جائے کہ والد سے ہو، لہٰذا قسم توڑ کر کفارہ ادا کرے۔

و من حلف علی معصیة ، مثل أن یقول لا یصلی أو لا یکلم أباه فینبغی أن یحنث و یکفر عن یمینه. (قدوری: ۲۳۲)

گوشت نہ کھانے کی قسم:

کسی نے قسم کھائی کہ گوشت نہیں کھاؤں گا، پھر مچھلی یا کلیجی یا اوجھڑی کھالی، تو قسم نہیں ٹوٹی، لہٰذا کفارہ بھی واجب نہ ہوگا، کیوں کہ عرف میں مچھلی یا کلیجی یا اوجھڑی کو گوشت نہیں کہا جاتا ہے۔

(الأیمان مبنیة علی العرف) و فی حلفه لا یأکل لحمًا بلانیة فأکل السمك لا یحنَث. (مجمع الانہر: ۷/ ۵۵۹)

و إذا حلف لا یأکل لحما ، فانّه لا یحنث بأکل السمك إلا إذا نواه أو کان العرف یسمیه لحمًا. (کتاب الفقہ: ۲/ ۹۴)

قسم میں عرف کا اعتبار ہوگا:

قسم میں عرف کا اعتبار ہوتا ہے یعنی کسی نے قسم کھائی تو اس کی قسم محمول ہوگی عرف پر کہ وہ لفظ عرف میں کن چیزوں پر بولا جاتا ہے اور عرف ہر جگہ کا ایک ہی نہیں رہتا بدلتا ہے، جیسے زبان وتہذیب بدلتی ہے ویسے عرف بھی بدلتا ہے۔ مثلاً: کسی نے قسم کھائی کہ

گوشت نہیں کھائے گا تو مچھلی کھانے سے حانث نہیں ہوگا، لیکن اگر ایسے علاقہ میں رہتا ہے جہاں لوگ مچھلی کو بھی گوشت بولتے ہیں تو یہاں مچھلی کھانے سے حانث ہو جائے گا، اسی طرح قسم کھائی کہ پھل نہیں کھائے گا تو ٹماٹر کھانے سے حانث نہ ہوگا، کیوں کہ وہ سبزی ہے، لیکن ایسے علاقہ میں جہاں ٹماٹر بھی پھلوں میں شمار ہوتا ہے، یا بطور پھل تلذذ کے خاطر لوگ کھاتے ہیں (جیسا کہ یورپ کے بعض علاقے) تو وہاں حانث ہو جائے گا۔ اسی طرح روٹی نہ کھانے کی قسم کھائی تو چاول کی روٹی کھانے سے حانث نہ ہوگا، لیکن ایسے علاقہ میں رہتا ہے جہاں چاول کی روٹی بھی کھائی جاتی ہے تو اب وہ حانث ہو جائے گا۔

الأیمان مبنیة علی الألفاظ لا علی الأغراض. (حاشیہ ابن عابدین: ۳/ ۲۴۳)

قسم میں الفاظ عرفیہ کا اعتبار ہوگا نہ کہ اغراض کا:

قسم کا مدار الفاظ عرفیہ پر ہوتا ہے نہ کہ اغراض ومقاصد پر۔

مثالیں

(۱) چناں چہ اگر کسی نے قسم کھائی کہ گھر کے دروازے سے نہیں نکلے گا پھر اس کی کھڑکی یا چھت سے نکلا تو حانث نہیں ہوگا، چاہے اس کی مراد اس کلام سے گھر میں قرار پکڑنا ہو اور کسی بھی طرح سے خواہ دروازہ سے یا چھت سے یا کھڑکی وغیرہ سے باہر نہ نکلنا ہو اس لیے کہ اعتبار الفاظ کا ہوتا ہے نہ کہ مقصود کا۔

لو حلف لا یخرج من الباب فخرج من السطح لا یحنث و إن کان الغرض عرفًا القرار فی الدار. (مطالب شامی: ۱۰۷)

(۲) قسم کھائی کہ اس شخص کو کوڑے سے نہیں مارے گا پھر اس کو عصا سے مارا تو حانث نہیں ہوگا، اگر چہ اس کا مقصود اس کلام سے یہ ہو کہ میں اس کو تکلیف نہیں دوں گا

کیوں کہ کلام میں لفظ ’کوڑا‘ ذکر کیا ہے، لہٰذا اس کا اعتبار ہوگا مقصد اور نیت کا اعتبار نہ ہوگا۔

و كذا لا يضربه سوطا فضربه بعصا لان العصا غير مذكورة وان كان الغرض لا يؤلمه. (شامی)

(۳) قسم کھائی کہ ایک ہزار روپے کا کھانا کھائے گا پھر ایک ہزار کی محض ایک روٹی خریدی اور اس کو کھایا تو حانث نہیں ہوگا اگر چہ اس کی مراد اس سے یہ ہو کہ ایسی چیز کھائے گا جو بہت قیمتی ہو، کیوں کہ معتبر بیان کردہ الفاظ ہوتے ہیں نہ کہ مراد و مقصد اور الفاظ میں ایک ہزار کا کھانا کہا تھا اور اس نے اس پر عمل کرلیا ہے۔

و كذا ليغدينه بالف فاشترى رغيفا بالف وغداه به لم يحنث.

فائدہ: ضابطہ میں ’’الفاظ عرفیہ‘‘ کی قید سے لغت اور عرف قرآن سے احتراز ہو گیا، چناں چہ اگر کوئی قسم کھائے کہ دابہ پر سوار نہیں ہوگا اور وہ کسی انسان پر سوار ہوا تو حانث نہیں ہوگا، کیوں کہ انسان پر دابہ کا اطلاق لغت کے لحاظ سے ہے عرف عام میں نہیں ہے۔ اسی طرح اگر قسم کھائی کہ میخ پر نہیں بیٹھے گا اور وہ پہاڑ پر بیٹھے، یا قسم کھائی فرش پر نہیں بیٹھے گا اور زمین پر بیٹھے، تو حانث نہیں ہوگا، کیوں کہ پہاڑ کو میخ اور زمین کو فرش کہنا عرف قرآن ہے، عرف عام نہیں ہے۔

ضروری وضاحت:

لیکن ضابطہ میں غرض اور نیت کے معتبر نہ ہونے سے مراد: وہ نیت ہے جو لفظ کے محتمل سے زائد ہو، یعنی اس میں لفظ کے عرفی معنی سے صرف نظر کر کے ایک ایسے زائد معنی کی نیت کی جائے جس کا لفظ احتمال نہ رکھتا ہو جیسا کہ اوپر کی مثالوں سے واضح ہے، البتہ اگر لفظ مسمیٰ کے تحت وہ نیت آتی ہو اور لفظ کے عرفی معنی سے تجاوز کرنا نہ ہوتا ہو تو پھر

اس نیت کا اعتبار ہوگا، چناں چہ قواعد الفقہ میں جہاں مذکور قاعدہ بیان کیا گیا ہے، ساتھ میں یہ قاعدہ بھی مذکور ہے کہ: ’’قسم میں کسی عام لفظ کو نیت سے خاص کرنا دیانتاً مقبول ہے‘‘، جیسے کہے قسم بخدا میں کھانا نہیں کھاؤں گا، پھر کہے میری مراد اس سے فلاں کھانا ہے نہ کہ دوسرا، یا یہ کہے جس عورت سے میں نکاح کروں اس کو طلاق اور کہے میری نیت اس سے فلاں شہر کی عورت ہے نہ کہ ہر شہر کی عورت، تو دیانتاً اس کی یہ نیت معتبر ہوگی، کیوں کہ اس نے اپنے کلام میں ایک عام لفظ استعمال کیا ہے اور نیت کے ذریعہ ایک ایسی چیز کی تخصیص کی ہے جس کا وہ لفظ احتمال رکھتا ہے، لہٰذا دیانتاً اس کی یہ نیت معتبر ہوگی۔

اسی طرح لفظ کے معتبر ہونے سے مراد وہ لفظ ہے جو اپنی حقیقت میں مستعمل ہو، عرف میں اس کو دوسرے معنی سے مجاز نہ کیا گیا ہو، اگر لفظ سے اس کا مجازی معنی مراد ہو جیسے کہے فلاں کے گھر میں قدم نہیں رکھوں گا تو عرف میں یہ مطلقاً دخول سے مجاز ہے، تو اب اس میں لفظ کا اعتبار نہ ہوگا یہاں تک کہ وہ گھر سے باہر بیٹھ کر یا لیٹ کر اپنے قدم گھر میں رکھے یا کھڑا کھڑا صرف ایک قدم رکھے اور داخل نہ ہو تو حانث نہیں ہوگا، کیوں کہ لفظ کا حقیقی معنی (قدم رکھنا) یہاں متروک ہے اور دوسرا مجازی معنی (داخل ہونا) مراد ہے۔

دودھ نہ پینے کی قسم کھائی تھی اور پھر دہی کھالیا:

کسی نے قسم کھائی کہ دودھ نہیں پیوں گا، پھر اس نے دودھ کا دہی بنا کر کھالیا یا مطلقاً دودھ نہ کھانے کی قسم کھائی تھی، پھر دہی کھالیا، تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔

إذا حلف لا يأكل لبنًا فصار جبنًا، فإنه لا يحنث بالأكل منه بعد ذلك و كذلك لا يحنث بأكله إذا صار رائبًا.

(کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ: ۲ / ۹۳، کتاب الیمین)

لا یحنث في حلفه لا یأکلنّ هٰذا لبسر أو الرطب أو اللبن بأکل رطبه وتمره وشیرازه. (تاتارخانیہ:۶/۱۳۱)

کچھ دنوں تک نہ بولنے کی قسم کھانا:

کسی نے قسم کھائی کہ خدا کی قسم تجھ سے کچھ دنوں تک نہ بولوں گا، تو یہ قسم کھانے کے وقت سے تین دن پر محمول ہوگا، تین دن کے بعد بولنے سے قسم نہیں ٹوٹے گی۔ صاحبِ ہدایہ لکھتے ہیں:

و لو حلف لا یکلم أیامًا، فهو علی ثلثة أیام، لأنه اسم جمع ذکر منکرًا فیتناول أقل الجمع، وهو الثلاث. (ہدایہ:۲/۴۹۶)

بہت دنوں تک نہ بولنے کی قسم کھانا:

کسی نے قسم کھائی کہ تم سے بہت دنوں تک نہیں بولوں گا، تو یہ قسم کھانے کے وقت سے دس دن پر محمول ہوگا، اسی طرح قسم کھائی کہ ایک زمانہ تک نہیں بولوں گا، تو یہ چھ مہینے پر محمول ہوگا، اس کے بعد بولنے سے قسم نہ ٹوٹے گی۔

و من حلف لا یکلم الزمان، فهو علی ستة أشهر، قال لعبده: إن خدمتنی أیاما کثیرة، فأنت حر، فالأیام الکثیرة عند أبي حنیفة عشرة أیام لأنه أکثر ما یتنا وله اسم الأیام. (ہدایہ:۲/۴۶۵)

قرآن نہ پڑھنے کی قسم کھائی، پھر نماز میں قرآن پڑھا:

کسی نے قسم کھائی کہ آج قرآن نہ پڑھوں گا، پھر چاہے نماز کے اندر قرآن پڑھے، یا نماز کے باہر، بہر صورت قسم ٹوٹ جائے گی، ایسی قسم کو توڑ دینا ضروری ہے۔

من حلف لا یقرأ القرآن الیوم یحنَث بالقراءة فی الصلاۃ أو خارجھا.
(ردالمحتار:۵/ ۵۹۹)

آسمان پر چڑھنے یا پتھر کو سونا بنا دینے کی قسم:

قسم کھا کر کہے کہ آسمان پر چڑھ جاؤں گا، یا اس پتھر کو سونا بنا دوں گا، تو قسم منعقد ہو جائے گی، اس لیے کہ ان قسموں کا پورا ہونا فی نفسہ ممکن ہے، لیکن اس کی تعمیل سے عاجز ہونے کی وجہ سے فی الحال حانث ہو جائے گا۔

و من حلف لیصعدن السماء أو لیقلبنَّ ھذا الحجر ذھبًا انعقدت یمینه وحنث عقیبھا، لأن البر متصور حقیقة، لأن الصعود إلی السماء ممکن.
(مختصر القدوری: ۲۳۷)

زمین پر نہ چلنے کی قسم کھانا:

کسی نے قسم کھائی کہ زمین پر نہ چلوں گا، پھر چاہے ننگے پاؤں چلے یا جوتا، چپل، یا موزہ پہن کر، بہر صورت قسم ٹوٹ جائے گی۔

و من حلف لا یمشی علی الأرض فمشی علیھا بنعل أو خف حنث.
(ردالمحتار:۵/ ۶۵۶)

زمین پر نہ بیٹھنے کی قسم:

قسم کھائی کہ زمین پر نہ بیٹھوں گا، پھر زمین پر کوئی کپڑا یا چٹائی بچھا کر بیٹھا، تو حانث نہ ہوگا، کیوں کہ عرف میں اس کو زمین پر بیٹھنا نہیں کہتے۔

و من حلف لا یجلس علی الأرض ، فجلس علی حائل منفصل کخشب أو جلد أو بساط أو حصیر لا یحنَث.
(درمختار:۵/ ۶۰۰)

لأنه لا يسمى جالسًا على الأرض عرفًا. (فتح القدیر: ۵/ ۱۷۸)

چار پائی پر نہ بیٹھنے کی قسم:

قسم کھائی کہ چار پائی پر نہ بیٹھوں گا، پھر چار پائی پر چادر یا چٹائی وغیرہ بچھا کر بیٹھا، تو قسم ٹوٹ گئی، کیوں کہ عرف میں اس کو چار پائی پر بیٹھنا ہی سمجھتے ہیں۔

ولو حلف لا يجلس على سرير فجلس على سرير فوقه بساط أو حصير أو فراش حنث لأنه يعدّ جالسًا عليه. (فتح القدیر: ۵/ ۱۸۷)

قسم کھائی کہ کبھی تیری صورت نہ دیکھوں گا:

قسم کھائی کہ کبھی تیری صورت نہ دیکھوں گا، تو اس کا مطلب یہ ہے کہ تجھ سے بات چیت نہیں کروں گا، میل جول نہیں رکھوں گا، لہٰذا اگر کبھی صرف صورت دیکھ لی، تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔

الأيمان مبنية على العرف، والمراد به في عرفنا قطع العلاقات.
(کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ: ۲/ ۱۱۱)

اپنے لڑکے کو نہ مارنے کی قسم:

کسی نے قسم کھائی کہ اپنے اس لڑکے کو نہیں ماروں گا، پھر کسی اور سے کہہ کر پٹوا دیا، تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔

ومن حلف لا يضرب ولده، فأمر إنسانًا فضربه لم يحنَث في يمينه.
(فتح القدیر: ۵/ ۱۶۴)

خرید وفروخت نہ کرنے کی قسم:

قسم کھائی کہ اپنی فلانی چیز نہیں بیچوں گا، پھر خود نہیں بیچا، بل کہ دوسرے سے کہہ دیا کہ تم بیچ دو، اس نے بیچ دیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔

اسی طرح قسم کھائی کہ فلانی فلانی چیز نہیں خریدوں گا، پھر کسی سے کہہ دیا کہ تم مجھے خرید دو، اس نے خرید دیا، تو قسم نہیں ٹوٹی، مگر قسم میں یہ نیت تھی کہ نہ خود وہ کام کروں گا، اور نہ دوسرے سے کراؤں گا، اس صورت میں دوسرے آدمی کے کرنے سے بھی اس کی قسم ٹوٹ جائے گی۔

لو حلف لا يبيع ثم وكل غيره لا يحنث و كذا الحكم في الشراء.
(مجمع الانہر: ۲/ ۳۱۴)

بات نہ کرنے کی قسم کی صورت میں خط وکتابت کرنا:

کسی سے بات نہ کرنے کی قسم کھائی تھی، پھر اسے خط لکھا، اس نے خط کا جواب بھی دیا، تو قسم نہیں ٹوٹی، کیوں کہ عرف میں اس کو بات کرنا نہیں کہتے۔

إذا حلف لا يكلم و كتب له كتابًا لا يحنث لأن هذا ليس بكلام عرفًا.
(کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ: ۲/ ۱۱۱)

کسی گھر میں داخل نہ ہونے کی قسم کھانا:

قسم کھائی کہ آج کسی گھر میں داخل نہیں ہوں گا، تو مسجد یا مندر یا گرجا گھر میں داخل ہونے سے قسم نہیں ٹوٹے گی۔

حلف لا يدخل بيتا فدخل المسجد أو البيعة أو الكنيسة لا يحنث.
(مجمع الانہر: ۳/ ۴۵۱)

حرام نہ کھانے کی قسم:

قسم کھائی تھی کہ حرام چیز نہ کھاؤں گا، پھر مجبور ہو گیا، یعنی حرام کے علاوہ کوئی چیز کھانے کو نہیں ملی، تو اسے کھا لیا، تو حانث ہو جائے گا، یعنی قسم ٹوٹ جائے گی، گرچہ حالت اضطرار میں کھانے کی وجہ سے گنہگار نہ ہوگا۔

وإذا حلف لا يأكل حرامًا فاضطر إلى ميتة فأكل منها يحنث.
(تاتارخانیہ: ۳/ ۴۵)

کتاب نہ پڑھنے کی قسم:

قسم کھائی کہ فلاں مصنف کی یا فلاں شخص کی کتاب نہیں پڑھوں گا، پھر اسی کی لکھی ہوئی کتاب کو دیکھ کر اس کا مطلب سمجھ گیا، چاہے زبان سے نہ پڑھا ہو، تو قسم ٹوٹ گئی، کیوں کہ عرف میں یہ بھی پڑھنا ہی ہے، مگر صرف کتاب پر نظر پڑی اور اس کے مضمون کو نہیں سمجھا تو قسم نہیں ٹوٹی۔

وإن حلف لا يقرأ كتاب فلان فنظر إليه و فهمه بدون قراءة قال لا يحنث. وقيل: يحنث وهو الموافق على العرف. (کتاب الفقہ: ۲/ ۱۱۲)

کسی عالم کی تقریر نہ سننے کی قسم کھانا:

زید نے قسم کھائی کہ فلاں مولوی کی تقریر نہ سنوں گا کیوں کہ اس کی تقریر میں زہر بھرا ہوا ہوتا ہے، تو اب زید کے لیے بہتر ہے کہ اپنی قسم پر قائم رہے اور اس طرح زہر اُگلنے والے بدعتی مولویوں کے بیان کو نہ سنیں بل کہ علمائے حق کے بیانات سنے، مگر زید نے اس کا بیان سن لیا، چاہے مشافہۃً سنے یا ٹیپ ریکارڈ سے سنے، دونوں صورتوں میں قسم ٹوٹ گئی، کیوں کہ عرف میں تقریر سننے کا اطلاق واسطہ اور بلا واسطہ دونوں طرح سننے پر ہوتا ہے۔

لو حلف لا يأكل الخبز، حنِث بما يعتاده أهل بلده.

(الاشباہ والنظائر: ۱/۲۷۶)

کھانا نہ کھانے کی قسم:

قسم کھائی کہ آج کھانا نہیں کھاؤں گا، پھر کوئی ایسی چیز کھائی، جس کو عرف میں کھانا نہیں کہتے، جیسے خالص دودھ پی لیا، تو قسم نہیں ٹوٹے گی، لیکن اگر دودھ، چاول کے ساتھ کھالیا تو حانث ہوجائے گا۔

فإذا قال: والله لا أكل اللبن فشربه وحده أو صب عليه مائعًا آخر كالشاي واللبن فإنه لا يحنث، أما إذا فت فيه الخبز أو وضع فيه التمر و نحوهما مما يؤكل فإنه يحنث. (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ: ۲/۹۲، کتاب الیمین)

قسم کی صورت میں سونے کی حالت میں بات کرنا:

قسم کھائی کہ فلاں شخص سے نہ بولوں گا، پھر جب وہ سورہا تھا، اس وقت سوتے میں اس سے کچھ کہا تو اگر اس کی آواز سے وہ جاگ گیا، تو قسم ٹوٹ گئی، اگر نہیں جاگا تو قسم نہیں ٹوٹی۔

إذا حلف لا يكلم فناداه وهو نائم فإن أيقظه من نومه حنث وإن لم يوقظه لم يحنث على المختار. (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ: ۲/۱۱۰، کتاب الیمین)

کسی کام کو ضرور کرنے کی قسم:

قسم کھائی کہ خدا کی قسم تمہارے یہاں ضرور آؤں گا، تو عمر بھر میں ایک دفعہ چلا جانا کافی ہے، یا قسم کھائی کہ پیچی ضرور کھاؤں گا، تو عمر بھر میں ایک دفعہ کھالینا کافی ہے، مگر نہ کھایا اور مرنے کے قریب ہوگیا اور اب کھانا ممکن نہ رہا، تو اپنی قسم میں حانث ہوگیا، ورثاء

کو ادائیگئ کفارہ کی وصیت کرے۔

و إن حلف ليأتين البصرة فلم يأتها حتى مات حنث في آخر جزء من أجزاء حياته. (ہدایہ:۲/۴۸۶)

کسی کو مارنے کی قسم:

قسم کھائی کہ فلاں کو ضرور ماروں گا اور وہ اس کے کہنے سے پہلے ہی مر گیا ہے، تو اگر اس کا مرنا معلوم نہ تھا، اس وجہ سے قسم کھائی تھی تو قسم نہ ٹوٹے گی، اور اگر معلوم تھا کہ وہ مر چکا تھا، تو قسم کھاتے ہی قسم ٹوٹ گئی۔

ومن قال ان لم اقتل فلانا فامرأته طالق و فلان ميت وهو عالم حنث وان لم يعلم لا يحنث. (ہدایہ:۲/۵۰۴)

کسی لڑکی سے بات نہ کرنے کی قسم کھانا:

کسی نے قسم کھائی کہ فلاں لڑکی سے نہیں بولوں گا، پھر وہ بوڑھی ہوگئی، تب بولا تو بھی قسم ٹوٹ گئی، اسی طرح قسم کھائی کہ فلاں جوان سے بات نہیں کروں گا، پھر اس سے بوڑھے ہونے کے بعد بات کی تو قسم ٹوٹ جائے گی۔

ومن حلف لا يكلم هذا الشاب فكلمه وقد صار شيخًا حنث. (ہدایہ:۲/۵۰۶)

کسی کام کو کبھی نہ کرنے کی قسم کھانا:

کسی نے قسم کھائی کہ فلاں کام کبھی نہ کروں گا، تو ہمیشہ کے لیے چھوڑنا پڑے گا، اگر زندگی میں کبھی بھی کر لیا تو فوراً قسم ٹوٹ جائے گی۔

(حلف لا يفعل كذا تركه على الأبد) لأن الفعل يقتضي مصدرًا منكرًا والنكرة في النفي تعم. (حاشیہ ابن عابدین شامی:۵/ ۶۶۸)

قوله (وإذا حلف لا يفعل كذا تركه أبدًا) لأن يمينه وقعت على النفي والنفي لا يتخصص بزمان دون زمان فحمل على التأبيد.
(الجوہرۃ النیرۃ:۲/ ۲۰۶، کفارۃ الیمین)

گھر میں نہ رہنے کی قسم:

کسی نے قسم کھائی کہ لا يسكن هٰذه الدار۔ اس گھر میں نہ رہوں گا، پھر حالف اس گھر سے نکل گیا، مگر اس کا سامان یا اُس کے گھر والے باقی رہ گئے، حتی کہ ایک کیل بھی باقی رہ گئی ہو تو امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک حانث ہوجائے گا اور امام محمدؒ نے ایسی چیزوں کا نکالنا کافی قرار دیا ہے جن پر بود و باش کا مدار ہوتا ہے اور یہی زیادہ موافق اور مفتی بہ قول ہے۔

حلف لا يسكن هٰذه الدار فخرج و بقي متاعه و أهله حتى لو بقي وتد حنث واعتبر محمد نقل ما تقوم به السكنى و هو أرفق و عليه الفتوى قاله العيني. (مطالب شامی:۱۱۱)

ہاں! مذکورہ قسم لا يسكن هٰذا الدار کے الفاظ سے قسم کھانے کی صورت میں حالف کو گھر سے نکلنے میں کوئی عذر نہیں ہے تو ایک گھڑی ٹھہرنے سے بھی حانث ہوجائے گا اور اگر حالف کو نکلنے سے کوئی عذر مانع ہو؛ مثلاً رات ہوگئی یا چور ڈاکو کا اُس وقت نکلنے میں خوف ہے یا کسی نے دروازہ بند کر دیا ہے اور حالف کھولنے کی طاقت نہیں رکھتا ہے تو اِس جیسے اعذار کی وجہ سے گھر سے نکلنے میں دیر ہوجائے تو حالف حانث نہیں ہوگا۔

قال فی الفتح ثم إنما یحنث إذا امکنهٔ النقل منها و الا بأن کالعذر لیل أو خوف اللص أو اغلق الباب علیه ولم یستطع ... لا یحنَث.

(مطالب شام: ۱۱۵)

إلا الطلاق.

ہاں! اگر کوئی شخص قسم کھائے اگر میں اِس گھر سے آج نہیں نکلا تو میری بیوی کو طلاق ہے، پھر حالف کو قید کر دیا گیا یا گھر سے زبردستی نکلنے سے روک دیا گیا تو حالف حانث ہو جائے گا اور اس کی بیوی کو طلاق واقع ہو جائے گی، اسی طرح اگر حالف نے اپنی بیوی سے کہا، جب کہ اس کی بیوی اپنے والد کے یہاں تھی کہ اگر تو آج رات میرے گھر نہ آئی تو تجھے طلاق ہے، پھر لڑکی کو اس کے والد نے جانے سے روک دیا تو حالف حانث ہو جائے گا اور بیوی کو طلاق واقع ہو جائے گی۔

إن لم اخرج من هٰذا المنزل الیوم فهی طالق فقید أو منع من الخروج حنث.

(مطالب شامی: ۱۱۵)

بغیر اجازت بات نہ کرنے کی قسم کھانا:

کسی نے قسم کھائی کہ ماں کی اجازت کے بغیر فلاں سے بات نہیں کروں گا، پھر ماں نے اجازت دیدی، لیکن اجازت کی اطلاع اس کو نہ ہوئی اور اس نے بات کر لی تو قسم ٹوٹ گئی۔

و إن حلف أن لا یکلمه إلا بإذنه فأذن له ولم یعلم بالإذن حتی کلمه حنث.

(قدوری: ۲۳۴)

دوسرے کی بیوی سے نہ بولنے کی قسم کھانا:

کسی نے قسم کھائی کہ فلاں کی بیوی سے بات نہیں کروں گا، پھر اس (فلاں) نے اس کو طلاق دیدی، اس کے بعد بات کی، تب بھی قسم ٹوٹ گئی۔

ومن حلف أن لا يكلم زوجة فلان فطلقها ثم كلمها حنث.
(قدوری: ۲۳۳)

سر نہ کھانے کی قسم:

قسم نے کھائی کہ سر نہیں کھاؤں گا، تو اس سے مراد ان جانوروں کا سر ہوتا ہے جو بازار میں بکتا ہے، جس کو ''سیرا'' بولتے ہیں۔ چڑیا، بٹیر، مرغ وغیرہ کا سر کھانے سے قسم نہ ٹوٹے گی۔ اگر بکری یا بھینس وغیرہ کا سر کھائے گا تو قسم ٹوٹ جائے گی۔

ومن حلف أن لا يأكل الرأس فيمينه على ما يكبس في التنانير و يباع في المصر.
(قدوری: ۲۳۶)

کسی شخص کے موجود رہنے تک نہ بولنے کی قسم کھانا:

کسی نے قسم کھائی کہ فلاں آدمی جب تک یہاں رہے گا تم سے نہ بولوں گا، پھر وہ آدمی یہاں سے چلا گیا، اس کے بعد بات کی، پھر دوبارہ وہ آدمی یہاں آ گیا، تو قسم نہ ٹوٹے گی۔

ولو حلف حالف لا يفعل ما دام فلان في هٰذا البلد فخرج ففعل ثم رجع فلان ثانيًا لا يحنث.
(فتح القدیر: ۵/ ۱۹۴)

بات نہ کرنے کی قسم میں سلام کرنا:

کسی سے بات نہ کرنے کی قسم کھائی تھی، تو اس کو سلام کرنے سے قسم ٹوٹ جائے گی، اگر ایسی جماعت کو سلام کیا، جس میں وہ شخص ہے جس سے بات نہ کرنے کی قسم کھا رکھی تھی، تو اگر سلام کرنے میں اس شخص کو بھی سلام کرنے کی نیت ہے، تو قسم ٹوٹ گئی، اگر اس کی نیت نہیں ہے یا وہ نہیں جانتا کہ وہ بھی اسی جماعت میں شامل ہے تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔

(ولو سلم على جماعة هو فيهم حنث) لأن السلام كلام للجميع، (وإن نواهم دونه لا يحنث) ديانة لعدم القصد و لا يصدق قضاء، لأن الظاهر أنه للجماعة . والنية لا يطلع عليها الحاكم كما في الاختيار فعلى هذا لو قيده بالديانة لكان أوضح. (مجمع الانہر: ۱/ ۵۶۶)

بات نہ کرنے کی قسم کھا کر میسج (Msg) کرنا:

کسی نے قسم کھائی کہ فلاں شخص سے بات نہ کروں گا، پھر اسی شخص کو بات کرنے کے بجائے فون پر میسج کیا، تو میسج کرنے سے قسم نہ ٹوٹے گی، کیوں کہ بات کرنے کے لیے زبان سے کہنا ضروری ہے۔

الكلام والتحدث لا يكون إلا باللسان فلا يحنث بإشارة و كتابة.
(شامی: ۳/ ۷۹۲)

شادی نہ کرنے کی قسم کھائی پھر مجنون ہو گیا:

کسی نے قسم کھائی کہ شادی نہیں کروں گا، پھر اتفاق سے پاگل ہو گیا، اسی حالت جنون میں اس کے باپ نے بحیثیت ولی اس کی شادی کرادی، تو نکاح ہو جائے گا اور قسم بھی نہیں ٹوٹے گی۔

فلو حلف لا يتزوج ... كما لو جن فزوجه أبوه كارها ولو صار معتوها فزوجه أبوه لا يحنث. (حاشیہ ابن عابدین:۵/ ۶۲۸، حلف لایتزوج)

مرغی نہ کھانے کی قسم:

زید نے قسم کھائی کی مرغی نہیں کھاؤں گا، پھر مرغا کھایا، تو بھی قسم ٹوٹ گئی کیوں کہ عرف میں مرغی بولنے سے مرغا بھی مراد ہوتا ہے۔

إذا حلف الرجل أن "لا يأكل لحم دجاج" فأكل لحم الديك يحنث في يمينه. (فتاوی تاتارخانیہ:۶/ ۱۲۳، زکریا بک ڈپو، دیوبند)

انڈا نہ کھانے کی قسم:

کسی نے قسم کھائی کہ وہ اس انڈے کو نہیں کھائے گا، تو پورا انڈا (جس کی جانب اشارہ کرکر قسم کھائی ہے) کھانے سے قسم ٹوٹ جائے گی، اگر آدھا یا اس سے کم انڈا کھایا، تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔

ولو حلف لا يأكل هذه البيضة لا يحنث بأكل بعضها.

(تاتارخانیہ:۶/۱۳۱)

کسی کام کے کرنے کی قسم کھانا:

اگر کسی نے کسی کام کے کرنے کی قسم کھائی تو ایک دفعہ وہ کام کر لینے سے قسم پوری ہو جائے گی۔

وإن حلف ليفعلن كذا فعله مرةً واحدةً فوفى يمينه.

(ہدایہ:۲/۵۰۶)

بات نہ کرنے کی قسم کھائی، پھر اس کو دور سے پکارا:

زید نے قسم کھائی کہ حامد سے بات نہیں کروں گا، پھر اس کو دور سے پکارا، تو اگر حامد اتنی دوری پر ہے کہ اس کی آواز سن سکتا ہے، گرچہ اس وقت کسی عارض کی وجہ سے نہ سن سکا ہو، تو قسم ٹوٹ گئی، اگر اتنی زیادہ دوری پر ہے کہ اس کی آواز سن ہی نہیں سکتا ہے، تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔

قال: "ومن حلف لا يكلم فلانا فكلّمه و هو بحيث يسمع إلا أنه نائم حنث" لأنه قد كلمه و وصل إلى سمعه لكنه لم يفهم لنومه فصار كما إذا ناداه وهو بحيث يسمع لكنه لم يفهم لتغافله، وفي بعض روايات المبسوط شرط أن يوقظه، و عليه عامة مشايخنا، لأنه إذا لم ينبه كان كما إذا ناداه من بعيد، وهو بحيث لا يسمع صوته. (ہدایہ: ۲/ ۴۹۳، باب الیمین فی الکلام)

کسی سے اجازت لے کر بات کرنے کی قسم:

کسی نے قسم کھائی کہ زید سے بات نہیں کروں گا، جب تک میرے والد زید سے بات کرنے کی اجازت نہ دیں، پھر اجازت دینے سے پہلے اس کے والد کا انتقال ہو گیا، تو قسم باطل ہوگئی، اب بات کرنے سے قسم نہ ٹوٹے گی۔

من حلف لا يكلمه إلا أن يأذن فلان وإن مات فلان سقطت اليمين. (ہدایہ: ۲/ ۴۹۴)

ہدیہ دینے کی قسم کھانا:

کسی نے قسم کھائی کہ میں زید کو فلاں چیز ہدیہ کروں گا، پھر بہ نیتِ ہدیہ وہ چیز اس کے پاس بھیجی، لیکن زید نے قبول نہیں کیا، تو قسم پوری ہوگئی۔

ومن حلف أن يهب عبده لفلان فوهبه ولم يقبل فقد بر في يمينه.
(ہدایہ: ۲/۵۰۶)

عورت کا نکاح نہ کرنے کی قسم کھانا:

کسی باکرہ لڑکی نے نکاح نہ کرنے کی قسم کھائی، پھر اس کے باپ نے اس کا نکاح کر دیا اور وہ اجازت نکاح کے وقت خاموش رہی، تو نکاح صحیح ہو جائے گا، مگر قسم ٹوٹ گئی، لہٰذا کفارہ ادا کرے۔

وعن محمد رحمه الله تعالى: في امرأة حلفت أن "لا تتزوج نفسها" فزوج رجل بغير أمرها فبلغها الخبر فسكتت، فهي حانثة.
(تاتارخانیہ: ۶/ ۸۰، الحلف علی العقود)

نیکی چھوڑنے یا حرام پر قسم کھانا:

بعض لوگ غصہ میں آ کر ایسی قسمیں کھا لیتے ہیں جو نیکی اور تقویٰ کے خلاف ہوتی ہے، جیسے کوئی اپنے قریبی رشتے دار، والدین، بھائی، بہن وغیرہ کے بارے میں کہے کہ خدا کی قسم میں اُن سے بات نہ کروں گا یا اُن کے ساتھ نیک سلوک نہیں کروں گا یا میں آئندہ دو مسلمانوں کے درمیان صلح نہیں کراؤں گا یا اسی طرح کوئی اور نیک کام نہ کرنے کی قسم کھا لے، تو ایسی قسم کا توڑنا اور اس کا کفارہ ادا کرنا واجب ہے۔

ایسی قسم کھانے سے حد درجہ پرہیز کرنا چاہیے، کیوں کہ کسی خیر و بھلائی کے کام کو یہ کہنا کہ نہیں کروں گا، بذاتِ خود کتنی غلط بات ہے پھر اللہ رب العزت کی عظیم ذات جو ہمیں بھلائی کا حکم دیتی ہے اور برائی سے روکتی ہے، کہ نام کی قسم کھا کر کہنا کہ میں یہ کام نہیں کروں گا اور کتنا برا ہوگا، بلا شبہ کسی نیک کام سے یا کسی گناہ کرنے پر اللہ کی قسم کھانا، اللہ

کے نام کی بڑی ناقدری ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ولا تجعلوا الله عُرضة لأيمانكم أن تبرّوا وتتقوا وتصلحوا بين الناس.
(سورۂ بقرہ: ۲۲۴)

اور اللہ تعالیٰ کو اپنی قسم کا نشانہ، نہ بناؤ کہ تم نیکی اور پرہیزگاری نہ کرو اور لوگوں کے درمیان صلح نہ کرو، اللہ تعالیٰ سننے والا، جاننے والا ہے۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے نام کو ایسی قسموں میں استعمال نہ کرو جن سے مقصود نیکی، تقویٰ، خیر وصلاح اور اللہ کے بندوں کی بھلائی سے باز رہنا ہو۔

کسی عورت کو نہ دیکھنے کی قسم کھائی، پھر اسے نقاب میں دیکھا:

قسم کھائی کہ فلاں عورت کو کبھی نہیں دیکھوں گا، پھر اسی عورت کو اس حال میں دیکھا کہ وہ برقع پہنے ہوئی تھی، تو اگر اس کے چہرے کا اکثر حصہ کھلا ہو، تو اس کی قسم ٹوٹ گئی، اور اگر چہرہ تو نقاب سے چھپا تھا، صرف آنکھ کی جگہ کھلی تھی، جیسا کہ عام طور پر برقع میں آنکھ کی جگہ کھلی رہتی ہے، تو اس حالت میں چہرہ کی طرف دیکھنے سے قسم نہ ٹوٹے گی۔

حلف لا ينظر إليها، لا يحنث إن نظر إليها في النقاب، ما لم يكن أكثر وجهها مكشوفًا. (مہمات المفتی: ۱/ ۳۶۲)

قسم کھائی کہ گھر نہ بیچوں گا، پھر وہ گھر بیوی کو مہر میں دے دیا:

زید نے قسم کھائی کہ اِس گھر کو نہیں بیچوں گا، پھر اسی گھر کو مہر مقرر کر کے شادی کی، اور وہ گھر اپنی بیوی کو مہر کے عوض دے دیا، تو قسم میں حانث ہو گیا۔

حلف لا يبيع داره، فاعطاها امرأته في صداقها، حنث.
(مہمات المفتی: ۱/ ۳۶۹)

دودھ نہ پینے کی قسم کھائی تھی، پھر کھیر کھالی:

زید نے قسم کھائی کہ آج دودھ نہیں پیوں گا، اس کے بعد کھیر کھالی، جو دودھ کے ساتھ چاول کو پکانے سے بنتی ہے، تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔

إذا حلف علی لبن لا یأکله، فطبخ اللبن مع الأرز، فأکله، لا یحنث.
(مہمات المفتی: ۱/۱۷۳)

بطور تکیۂ کلام واللہ! باللہ! تاللہ! کہنے کا حکم:

ایک شخص کی عادت ہے کہ وہ بات بات پر قسم کھاتا ہے کہ جب اسے کھانا کھانے، یا چائے پینے کے لیے کہا جاتا ہے، تو بے خیالی میں کہتا ہے، واللہ! میں نہیں کھاؤں گا، بہ خدا میں نہیں پیوں گا، پھر آکر کھا پی لیتا ہے، اور اس کو اپنی قسم کا دھیان نہیں رہتا، تو احناف کے نزدیک جو یمین بہ طور تکیہ کلام، بلاقصد وارادہ کے، مستقبل کے بارے میں نکلے، وہ یمین منعقدہ ہے، یمین لغو نہیں ہے، لہٰذا ایسی قسم کے توڑنے کی صورت میں بھی کفارہ لازم ہوگا۔

أما یمین اللغو: قال الشافعی رحمہ اللہ هی الیمین التی لا یقصدها الحالف وهو ما یجری علی ألسن الناس فی کلامهم من غیر قصد الیمین من قولهم، لا والله، بلی والله، سواء کان فی الماضی أو الحال أو المستقبل.

أما عندنا فلا لغو فی المستقبل، بل الیمین علی أمر فی المستقبل یمین معقودة، وفیها الکفارة، إذا حنث قصد الیمین أو لم یقصد، و إنما اللغو فی الماضی أو الحال فقط، وما ذکر عن محمد أن اللغو، لا والله، بلی والله، محمول عندنا علی الماضی أو الحال. (بذل المجهود: ۱۰/ ۶۱۲، بدائع الصنائع: ۳/ ۴۳)

یمینِ فور کا حکم:

زید نے عمرو کو چائے پینے کے لیے بلایا، اس وقت عمرو کو زید پر کسی وجہ سے سخت غصہ آ گیا، تو عمرو نے کہا: بہ قسم نہیں پیوں گا، پھر دوسرے دن غصہ کافور ہو گیا اور عمرو نے زید کی چائے پی لی، تو استحساناً قسم نہیں ٹوٹی۔

اصطلاحِ فقہا میں ایسی قسم کو یمین فور کہا جاتا ہے، اس کا حکم یہ ہے کہ جس وقت قسم کھائی، بس اسی وقت اس کام کو نہ کرنا ہے، کچھ وقفہ کے بعد کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، جب کہ قرینہ سے معلوم ہوتا ہو کہ حالف کا مقصود صرف اسی وقت اس کام کا نہ کرنا تھا۔

یمین الفور : وهو ما تكون اليمينُ مؤقتة دلالة أو معنى ومؤبدة لفظا، وهي المسماة يمين الفور: و هي كل يمين خرجت جواب الكلام ، أو بناء على أمر، فتتقيد بذلك بدلالة الحال، مثل أن يقول شخص لآخر، (تعال تغد معي) فقال: (والله لا أتغدى) فلم يتغد معه، ثم رجع إلى منزله، فتغدى، و حكمها، أنه لا يحنث في يمينه استحسانًا. (الفقہ الاسلامی وادلتہ:۳/ ۳۷۳)

عورت سے بات نہ کرنے کی قسم کھائی، پھر چھوٹی بچی سے بات کی:

قسم کھائی کہ آج کسی عورت سے بات نہیں کروں گا، پھر کسی چھوٹی بچی سے بات کی، تو قسم نہیں ٹوٹے گی۔

لو حلف لا يكلم امرأة فكلم صبية، لا يحنث. (مہمات المفتی:۱/ ۳۶۶)

روزہ، نماز نہ پڑھنے پر اللہ کی قسم کھانا:

کسی نے اللہ کی قسم کھائی کہ نہ روزہ رکھوں گا اور نہ نماز پڑھوں گا، ایسی قسم کھانا

سخت گناہ کی بات ہے، کیوں کہ ان اعمال خیر کا ترک یوں بھی مذموم تھا، چہ جائیکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے باعظمت نام کو قربِ حق کے بجائے، کارِ خیر سے دوری کا ذریعہ بنایا جائے۔ قرآن پاک میں اس کی خاص مذمت کی گئی ہے:

وَلَا تَجْعَلُوا اللّٰهَ عُرْضَةً لِّاَيْمَانِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْا وَتَتَّقُوْا وَتُصْلِحُوْا بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۲۲۴﴾ (سورۂ بقرہ)

اور اللہ (کے نام) کو اپنی قسموں میں اس غرض سے استعمال نہ کرو کہ اس کے ذریعے نیکی اور تقوی کے کاموں اور لوگوں کے درمیان صلح صفائی کرانے سے بچ سکو، اور اللہ سب کچھ سنتا جانتا ہے۔

اس لیے نماز، روزہ یا اس کے علاوہ کوئی بھی خیر و بھلائی کے کام کو قسم کھا کر نہیں چھوڑنا چاہیے، بل کہ اس پر ضروری ہے کہ ایسی صورت میں وہ اعمال خیر کر کے اپنی قسم کو توڑ دے اور قسم کا کفارہ ادا کرے۔

ملازم کا جھوٹی قسم کھانا:

اگر کسی ملازم سے دورانِ ملازمت غلطی سرزد ہو جائے اور وہ ملازمت ختم ہو جانے کے خوف سے قرآن پر ہاتھ رکھ کر غلطی سرزد نہ ہونے کی قسم کھائے تو یہ قسم جھوٹی قسم میں شامل ہے، یعنی ''یمین غموس'' ہے، ایسے شخص پر توبہ و استغفار ہی ضروری ہے، کفارہ نہیں۔

فالغموس هو الحلف على أمر ماضٍ يتعمد الكذب فيه فهذه اليمين يأثم فيها صاحبها "لقوله عليه الصلاة والسلام : من حلف كاذبا أدخله الله النار"، ولا كفارة فيها إلا التوبة والاستغفار. (ہدایہ:۲/۳۷۸)

بیوی کے پاس نہ جانے کی قسم کھانا:

کسی نے قسم کھا کر اپنی بیوی سے کہا: ''خدا کی قسم تجھ سے کبھی صحبت نہیں کروں گا'' تو اس کا حکم یہ ہے کہ اس نے صحبت نہیں کی، یہاں تک کہ چار ماہ گذر گئے، تو اس کی بیوی پر ایک طلاق بائن پڑ جائے گی، اب اگر اسی بیوی کو رکھنا ہے تو نکاح جدید کی ضرورت ہوگی۔

إذا قال الرجل لإمرأته والله لا أقربك ...إن لم يقربها حتى مضت أربعة أشهر بانت منه بتطليقة. (ہدایہ:۲/۴۰۱)

اور اگر چار مہینے کے اندر اندر صحبت کر لی، تو طلاق نہیں واقع ہوگی، البتہ قسم ٹوٹ جائے گی، اس لیے کفارہ دینا پڑے گا، ایسی قسم کھانے کو شریعت کی اصطلاح میں ''ایلاء'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

فإن وطيها فى الأربعة الأشهر حنث فى يمينه ولزمته الكفارة.
(ہدایہ:۲/۴۰۱)

طلاق بالیمین سے بچنے کی صورت:

کسی نے قسم کھائی کہ اگر میں فلاں آدمی سے بات کروں، تو میری بیوی کو تین طلاق ہے، تو اس سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ اس سے زبان سے کلام نہ کرے، بل کہ اشارہ یا خط وکتابت سے کام چلائے تو طلاق واقع نہیں ہوگی، مگر اگر زبان سے یا فون سے بات کر لی تو اس کی بیوی پر طلاق پڑ جائے گی۔

الكلام والتحديث لايكون إلا باللسان فلا يحنث بإشارة و كتابة.
(الدر المختار مع رد المحتار:۵/۵۹۶)

جھوٹا اقرار کرنا:

کسی نے کسی کا کچھ مال چوری کرلیا، پھر معلوم کرنے پر قسم کھا کر انکار کیا، تو ایسی قسم ''یمین غموس'' کہلاتی ہے، جس میں کفارہ نہیں ہے، لیکن اس طرح قسم کھا کر کسی کا مال غصب کر لینا بڑا گناہ ہے۔

الکبائر: الإشراك بالله، واليمين الغموس. (بخاری شریف: ۲/ ۹۸۷)

ایک مجلس کی متعدد قسم کا حکم:

بعض لوگ جب قسم کھاتے ہیں کسی ایک کام کے کرنے یا نہ کرنے سے متعلق، تو کئی مرتبہ قسم کے الفاظ دہراتے ہیں، ایسی صورت میں جتنی مرتبہ قسم کھائی ہے، تو حانث ہونے کی صورت میں سب کی جانب سے الگ الگ کفارہ ادا کرے، یہی احتیاط ہے، البتہ امام محمدؒ کے قول پر عمل کرتے ہوئے سب کی طرف سے ایک کفارہ ادا کرنے کی گنجائش ہے، لہٰذا ایک ہی کفارہ میں تداخل ہوجائے گا۔

الحنفية: تتعدد الكفارات بتعدد الأيمان سواء حلف في مجلس واحد أو مجالس متعددة. (کتاب الفقہ: ۲/ ۱۱۲)

وفي البغية: كفارات الأيمان إذا كثرت تداخلت، ويخرج بالكفارة الواحدة عن عهدة الجميع، وقال شهاب الأئمة هذا قول محمد، قال صاحب الأصل: هو المختار عندي. (شامی: ۵/ ۴۸۶، تتعدد الکفارۃ لتعدد الایمان)

لیکن اگر متعدد قسمیں ایک مجلس میں متعدد کاموں کے کرنے یا نہ کرنے کی کھائی ہوں اور پھر ان قسموں کو توڑ دیا ہو، تو اس صورت میں ہر ایک کا الگ الگ کفارہ دینا لازم ہوگا، متعدد کاموں کی قسموں کے کفارہ میں تداخل نہیں ہوگا۔ (کفایت المفتی کتاب الایمان والنذور)

توڑی ہوئی قسمیں اگر یاد نہ ہو تو ذہن پر بوجھ ڈال کر سوچے، غالب گمان پر عمل کریں، احتیاطاً اُس تعداد سے کچھ اور زیادہ کفارہ دے دے تو زیادہ اچھا ہے۔

قوله عليه السلام رفع عن أمتي الخطاء والنسيان.

کلّما کی قسم سے بچنے کی صورت:

کسی نے ''کلما'' کی قسم کھائی کہ جب جب میں یا جب بھی کسی بھی عورت سے شادی کروں، تو اس کو تین طلاق ہے، تو اس کے لیے اس قسم سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص جو کہ اس کی قسم سے واقف ہو، وہ جس عورت سے مناسب سمجھے، بہ حیثیت فضولی اس کا نکاح کردے، مثلاً اس عورت سے کہے کہ میں نے تمہارا نکاح اتنے مہر میں فلاں شخص سے کر دیا ہے، وہ عورت جواب میں کہے: میں نے قبول کیا اور یہ ایجاب وقبول کم از کم دو گواہوں کی موجودگی میں ہو، پھر یہ فضولی اس قسم کھانے والے سے آکر کہے کہ میں نے فلاں عورت سے تمہارا نکاح کر دیا ہے، اتنا مہر لاؤ، وہ زبان سے کچھ نہ کہے، بل کہ کُل یا جز مہر دیدے، پھر وہ عورت کے پاس یہ کہہ کر پہنچا دے کہ تمہارے شوہر نے دیا ہے۔ اس طرح اس نکاح فضولی کی یہ اجازت فعلی ہوئی، جس سے نکاح درست ہو گیا، اور قسم بھی نہیں ٹوٹی، اور اس عورت پر طلاق بھی واقع نہیں ہوگی۔

(فلو قال) ... (كلما تزوجت امرأة فهي طالق تطلق بكل تزوج، و لو) وصيلة (بعد زوج آخر)، لأن صحة هذا اليمين باعتبار ما سيحدث من الملك و هو غير متناه ... والحيلة فيه عقد الفضولي أو فسخ القاضي الشافعي، و كيفية عقد الفضولي أن يزوجه فضولي فأجاز بالفعل بأن ساق المهر و نحوه لا بالقول فلا تطلق. (مجمع الانہر: ۱/ ۴۱۹)

حلف لا يتزوج فزوجه فضولی بالقول حنث و بالفعل لا يحنث و به يفتی، قوله و بالفعل كبعث المهر أو بعضه بشرط أن يصل إليها و قيل الوصول ليس بشرط. (ردالمحتار:۵/ ۶۷۲)

کارِ خیر کی قسم پر قائم رہنا چاہیے:

کسی نے قسم کھائی کہ آج سے میں تمام امورِ شرعیہ کا لحاظ کرتے ہوئے زندگی گذاروں گا، تو ہمیشہ اپنی قسم پر قائم رہے، جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:

واحفظوا أيمانكم. (سورۂ مائدہ)

''اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو'' قسموں کی حفاظت کا مطلب یہ ہے کہ اچھی قسموں کو نہ توڑا جائے، جیسا کہ ایک دوسری جگہ اس بات کو رب تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے: ولا تنقضوا الايمان بعد توكيدها. (النحل:۹۱) ''اور قسموں کو ان کے مضبوط کرنے کے بعد نہ توڑو''۔ ظاہر ہے کہ قسموں کی حفاظت اور ان کو نہ توڑنا ایسی قسموں میں ہوگا جو موافق شریعت ہو، جیسے قسم کھائی کہ آج سے تمام نمازیں با جماعت ادا کروں گا، تو یہ قسم شریعت کے موافق ہے، اپنی قسم پر قائم رہے اور نماز با جماعت ادا کرتا رہے۔

اسی طرح حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھی یہی ثابت ہے کہ اگر شرع کے موافق کسی امر پر قائم رہنے کی قسم کھائی ہے تو اس کو پورا کرے اس پر قائم رہے، اور اگر خلاف شرع کی قسم ہے تو اس قسم کو توڑ دے۔

قال النبی ﷺ من حلف على يمين فرای خيرًا منها فليكفر عن يمينه وليفعل. (مشکوٰۃ شریف:۲۹۶)

خرید وفروخت کے وقت قسم کھانا:

بائع عام طور پر کسی چیز کو فروخت کرتے وقت قسم کھا کر اپنے سامان کی تعریف میں اپنی بات میں وزن پیدا کرتا ہے، تاکہ مشتری اس پر اعتماد کرکے اس کو خرید ہی لے، حدیث شریف میں خاص طور پر اس موقع پر قسم کھانے سے منع کیا گیا ہے، کیوں کہ اگر وہ قسم کھا کر اپنے سامان کی ایسی تعریف کر رہا ہے اور ایسی صفت بیان کر رہا ہے جیسا وہ حقیقت میں نہیں ہے تو یہ یمین غموس ہے جو ایک بڑا گناہ ہے۔

عن أبي أمامة رضى الله عنه أن رسول الله ﷺ قال: "إن التاجر اذا كان فيه أربع خصال طاب كسبه، إذا اشترى لم يذم، وإذا باع لم يمدح، ولم يدلس في البيع، ولم يحلف فيما بين ذلك". (الترغیب والترہیب:۱/ ۴۴۹)

بکثرت قسم کھانا:

بہ وقت ضرورت، بہ قدر ضرورت صرف اور صرف اللہ کے نام کی قسم کھانی چاہیے، زیادہ قسمیں کھانا مکروہ ہے اور عندالشرع مذموم بھی۔

وذكر بعضهم أن كثرة الحلف مذمومة ولو في الحق، لما فيها من الجرأة على اسمه جل شأنه. (روح المعانی:۲۹/ ۳۷)

إن الإكثار بالحلف مكروه. (تفسیر مظہری:۱۰/ ۳۴)

قسامت کسے کہتے ہیں:

قسامت مصدر ہے، قسم کھانے کے معنی میں ہے، فقہ میں دعوی قتل کے بابت مکرر قسم کو کہتے ہیں، کوئی شخص کسی محلہ، گلی یا آبادی میں مردہ پایا جائے اور اس پر علامت بھی

ہو تو مقتول کے ولی کو حق دیا جائے گا کہ وہ اہلِ محلہ میں سے پچاس اشخاص کا انتخاب کریں اور ان سے قسم لی جائے گی کہ نہ ہم نے اس کو قتل کیا ہے اور نہ ہم اس بات سے واقف ہیں کہ کس نے اس کو قتل کیا ہے؟ جب اہلِ محلہ قسم کھالیں تو اجتماعی طور پر ان پر دیت لازم کردی جائے گی۔

قسامت کا منشا اہلِ محلہ کو واردین وصادرین کے بارے میں ان کی ذمہ داریوں پر متنبہ کرنا ہے۔ تمام اہل محلہ کا فرض ہے کہ وہ اپنے علاقہ میں ظلم وجور کو پنپنے نہ دیں، لوگوں کی زندگی کے تحفظ کو یقینی بنائیں اور شر پسند عناصر کو اجتماعی قوت سے لگام دیں، اگر ان کے علاقہ میں کسی شخص کے قتل کا واقعہ پیش آیا تو جہاں قاتل مجرم ہے، وہیں وہ لوگ بھی مجرم ہیں جو قاتل کو روکنے اور ایک معصوم زندگی کو بچانے میں ناکام رہے۔

(قاموس الفقہ: ۵/ ۴۹۹)

قسم کھائی ”فلاں کو بیدار نہ کروں گا“ پھر الارم گھڑی لگادی:

کسی نے قسم کھائی کہ اب فلاں کو کبھی بیدار نہ کروں گا، پھر اسی شخص کو اُٹھانے کے لیے اس کے کان کے پاس اِلارم گھڑی رکھ کر بجادی، تو قسم میں حانث ہو جائے گا، اس لیے کہ بیدار کرنا اسی کی جانب سے پایا گیا۔

ولو قال لا ابشره فكتب إليه حنث. (البحر الرائق: ۴/ ۳۳۳)

ولو حلف أن لا يدعوا فلانًا فدعاه بكتاب أو رسالة روى هشام عن أبي يوسف أنه لا يحنث، وفي ظاهر الرواية أنه يحنث.

(فتاویٰ تاتارخانیہ: ۴/ ۷۴)

قسم کے کفارے کا بیان

قسم توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ دس محتاجوں کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے، یا دس فقیروں کو کپڑا پہنائے، (یا ایک غلام آزاد کرے) اگر اس کی طاقت نہ ہو، تو تین دن مسلسل روزہ رکھے، جیسا کہ اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

فَكَفَّارَتُهٗۤ اِطْعَامُ عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ ؕ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ؕ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ ؕ (المائدہ:۸۹)

قدرت کے باوجود روزہ رکھنا:

کھانا کھلانے اور کپڑا پہنانے میں اختیار ہے، جس میں آسانی دیکھے، اس کے ذریعہ کفارہ دیدے، ان دونوں میں سے کسی پر قدرت کے باوجود روزہ رکھنے سے کفارہ ساقط نہیں ہوگا۔

ہاں! اگر کپڑا دے یا کفارہ میں کھانا کھلائے تو اللہ تعالیٰ کے فرمان: مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ اَهْلِيْكُمْ کا خیال رکھے، یعنی فقیروں کو جو کھانا کھلانا ہے وہ کفارہ ادا کرنے والے کی حیثیت کے مطابق ہونی چاہیے، آج کل کے مال دار لوگ فقیروں کو کھانا کھلانے میں بخل سے کام لیتے ہیں، وہ اُن کی حیثیت کے مطابق نہیں بل کہ فقیروں کی حیثیت کے مطابق کھانا کھلاتے ہیں یا اس کی قیمت دیتے ہیں، حالاں کہ قرآن مجید میں پوری

وضاحت کے ساتھ بیان ہوا کہ دس مسکینوں کو اِس معیار کا کھانا کھلائے جو وہ خود اپنے اہل و عیال کو عام حالات میں کھلاتے ہیں، گرچہ قانونی طور پر اس مقدار کا اناج یا اس کی قیمت سے کفارہ ادا ہوجاتا ہے، جو مقدار فقہا نے اس کے لیے مقرر کی ہے، لیکن مال داروں کے لیے بہتر یہی ہے کہ وہ اپنی حیثیت کے مطابق فقیروں کو کھلائیں یا دیں۔

إن کان الحالف موسرًا فکفارته أحد الأشیاء الثلاثة ولا یجزیه الصوم. (فتاویٰ تاتارخانیہ:۶/۳۰۰)

غریب کا کفارہ:

اگر ایسا غریب ہو کہ دو وقت دس محتاجوں کو کھانا نہیں کھلا سکتا، تو تین دن روزہ رکھے، اگر عرف میں غریب تو شمار ہوتا ہے، مگر دو وقت دس محتاجوں کو کھلا سکتا ہے، تو اس کے لیے کھانا کھلانا ہی ضروری ہے، روزہ رکھنے سے کفارہ ساقط نہ ہوگا۔

وحد الیسار في کفارة الیمین أن یکون فضل علی کفایة مقدار ما یکفر بیمینه. (فتاویٰ تاتارخانیہ:۶/۳۰۰)

کفارہ کے ادائیگی کے وقت غریب ہوجانا:

قسم کھانے کے وقت دس غریب کو کھلانے پر قادر تھا اور قسم میں حانث ہوتے وقت ایسا غریب ہوگیا کہ دو وقت دس غریب کو نہیں کھلا سکتا، تو اس صورت میں روزہ رکھنے سے کفارہ ساقط ہوجائے گا، کیوں کہ کفارہ میں ادائیگی کے وقت کا اعتبار ہوتا ہے۔

وإن حنث موسرًا ثم أعسر أجزاہ الصوم، یعتبر في الکفارة حالة عند الأداء. (قاضی خاں علی ہندیہ:۲/۱۸)

ادائیگی کفارہ کے وقت قادر ہوجانا:

قسم کھاتے وقت ایسا غریب تھا کہ دس غریب کو نہیں کھلا سکتا تھا، لیکن قسم میں حانث ہونے کے بعد کفارہ ادا کرنے کے وقت دس محتاج کو کھانا کھلانے پر قادر ہوگیا، تو اس کے لیے کھلانا ہی متعین ہے، روزہ رکھنا کافی نہ ہوگا۔

إذا حنِث الرجل و هو معسر ثم أيسر لا يجز له الصوم.

(قاضی خاں علی ہندیہ: ۲/ ۱۸)

روزہ رکھنے میں ترتیب:

قسم کے کفارہ میں روزہ رکھنے کی صورت میں مسلسل تین دن روزہ رکھنا ضروری ہے، اگر تین دن میں کسی عذر کی بناء پر روزہ توڑ دیا، یا کوئی عورت کفارہ ادا کررہی تھی کہ حیض آنے کی وجہ سے مسلسل تین روزہ نہ رکھ سکی، دونوں صورتوں میں ازسرنو تین دن مسلسل روزہ رکھنا ضروری ہے۔

كفارة المعسر الصوم ثلثة أيام متتابعات . فإن أفطر لمرض أو حيض استقبل. (فتاوی سراجیہ: ۵۹)

کفارہ میں قیمت دینا:

قسم کے کفارہ میں دس غریب کو فی کس پونے دوکلو گیہوں یا اس کی بازاری قیمت جو اس وقت ہو، دے سکتے ہیں، اگر جو یا کھجور دینا ہو تو پونے دوکلو کا دوگنا دینا ہوگا، تقریباً ساڑھے تین کلو یا اس کی رائج قیمت۔

إذا اختار التكفير باطعام عشرة مسا كين، كل مسكين نصف صاع من حنطة . أو دقيق أو صاعًا من شعير أو دقيقة أو قيمة ذٰلك. (فتاوی سراجیہ: ۵۸)

ایک ہی فقیر کو پورا کفارہ دینا:

کفارہ کی پوری رقم یا غلہ ایک ہی فقیر کو ایک ہی دن میں دینا درست نہیں ہے، اگر ایک ہی فقیر کو دینے کا ارادہ ہو، تو اسی کو دس دن تک صدقہ فطر کی مقدار گیہوں، یا اس کی قیمت دیتا رہے، یا ایک ہی مسکین کو دس دن تک صبح شام کھانا کھلاتا رہے۔

وإن أطعم مسكينًا واحدًا عشرة أيام غداء و عشاء أجرأه وإن لم يأكل في كل أكلة إلا رغيفًا واحدًا، لأن المقصود إشباعه.

(الجوہرۃ النیرۃ:۲/ ۲۹۲)

اگر تنگ دست روزہ رکھنے کے درمیان مال دار ہو جائے:

اگر تنگ دست قسم کے کفارہ میں روزہ رکھنے کے درمیان مال دار ہو جائے، تو وہ تکفیر بالمال کرے، مگر بہتر یہ ہے کہ وہ اس دن کا روزہ پورا کرے، تاہم اگر روزہ توڑ دے گا، تو قضاء واجب نہ ہوگی۔

فلو صام المعسر يومين ثم أيسر، لا يجوز له الصوم و يستأنف بالمال. والافضل اكمال صومه فان افطر لا قضاء عليه عندنا.

(شامی:۵/ ۵۰۵)

صبح وشام الگ الگ فقیروں کو کھلانا:

کفارہ میں جن دس فقیروں کو صبح کھلایا ہے، ان ہی کو شام میں کھلانا ضروری ہے، اگر شام میں دوسرے دس فقیروں کو کھلا دیا تو کفارہ ادا نہ ہوگا۔

وإن غدى عشرة و عشى عشرة غيرهم لم يجزيه.

(الجوہرۃ النیرۃ ۲/ ۲۹۲)

کفارہ میں چھوٹے بچوں کو کھلانا:

فقیروں کے ساتھ ان کے چھوٹے بچے بھی آجاتے ہیں، تو دس کا عدد پورا کرنے کے لیے بچوں کو شمار نہیں کیا جائے گا، اگر بچوں کو کھلا کر شمار کیا ہے، تو ان بچوں کے بدلے دوسرے فقیروں کو کھلانا ضروری ہے۔

و إن غداهم و عشاهم و فيهم صبي لم يجز له و عليه أن يطعم مسكينًا آخر مكانه. (قاضی خاں علی ہندیہ ۲:/۲۰)

کفارہ میں کفن دینا:

قسم کے کفارہ میں اگر دس مردے کے کفن کا انتظام کر دے، تو کفارہ ادا نہ ہوگا، کیوں کہ مردہ میں مالک بننے کی صلاحیت نہیں ہے؛ چناں چہ علامہ سراج الدین اوسی لکھتے ہیں: التملك في الكسوة شرط حتى لو كفن عشرة لم يجز. (سراجیہ:۵۹)

کفارہ ادا کیے بغیر مر جائے:

کفارۂ قسم موت سے ختم نہیں ہوتا، اس لیے اگر کوئی کفارہ ادا کیے بغیر مر جائے، تو اس کے وارث کو چاہیے کہ اس کی طرف سے اس کے مال سے کفارہ ادا کر دے۔

و من مات أو قتل و عليه كفارة يمين لا تسقط عنه.

(تاتارخانیہ:۵/۶۶)

کفارہ میں تاخیر کرنا:

قسم میں حانث ہونے کے بعد فوراً کفارہ ادا کر دینا چاہیے، اگر تاخیر کرے گا، تو گنہگار ہوگا، لیکن اس تاخیر کا گناہ کفارہ ادا کر دینے سے ختم ہو جائے گا۔

و تاخير كفارة اليمين لا يسعه ولو اخَّرَ أثم، والكفارة ترفع الإثم.
(تاتارخانیہ:۵/۶۵)

کفارہ کے مستحقین:

کفارہ انہیں مساکین کو دینا درست ہے، جن کو زکوٰۃ دینا درست ہے، اور زکوٰۃ کے تمام مصارف کے لیے مسلمان ہونا ضروری ہے، اس لیے غیر مسلم کو کفارہ کی رقم وغیرہ دینے سے کفارہ ادا نہ ہوگا۔

مصرفها مصرف الزكاة. (ردالمحتار:۵/۵۰۱)

حانث ہونے سے پہلے کفارہ دینا:

قسم توڑنے سے پہلے ہی کفارہ ادا کر دیا، اس کے بعد قسم توڑ دی، تو کفارہ ادا نہیں ہوا، اب قسم کے توڑنے کے بعد پھر سے کفارہ دے، اور جو کچھ فقیروں کو دے چکا ہے، اس کو واپس لینا درست نہیں۔

التكفير قبل الحنث لا يجوز. (الفتاوی التاتارخانیہ:۵/۶۵)

مدرسہ کے طلبہ کو کفارہ دینا:

مدارس کے غریب طلبہ کو کفارہ میں کھانا یا کپڑا دینے سے کفارہ ادا ہو جائے گا، کیوں کہ یہ مستحقین زکوٰۃ ہیں، مزید یہ کہ طلبہ کو کفارہ دینے میں دوگنا ثواب ہے۔

ایک: ادائیگیٔ کفارہ کا۔ دوسرا: صدقۂ جاریہ کا۔

مصرفها مصرف الزكوٰة. (ردالمحتار ۵/۵۰۱)

کفارہ میں لنگی یا ساڑی دینا:

قسم کے کفارہ میں اگر دس فقیروں کو کپڑا دینا ہو تو ہر فقیر کو اتنا کپڑا دے، جس سے تمام بدن ڈھک جائے، اس کو پہن کر نماز پڑھ سکے، ساڑی بعض علاقوں میں مسلمانوں کا لباس ہے اور اس میں مکمل تستر بھی ہو جاتا ہے، اس لیے ساڑی دینے سے کفارہ ادا ہو جائے گا۔ اگر ساڑی کے علاوہ کوئی اور کپڑا دیا تو اس کے ساتھ اوڑھنی دینا بھی ضروری ہے، مرد کو صرف لنگی دینے سے کفارہ ادا ہو جائے گا۔

الحنفية: ثالثها أن يستر البدن كله أو أكثر فيجزی الجبة والقميص والإزار ... والا يجوز العمامة ... ولابد للمرأة من خمار مع الثوب.
(کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ: ۲/ ۷۲)

يمكن الانتفاع به أكثر من نصف البدن، و فی المبسوط : أدنی الكسوة ما يجوز فی الصلاة. (مجمع الانہر: ۲/ ۲۶۵)

کفارہ میں گھٹیا کمزور قسم کا کپڑا دینا:

کفارہ میں ایسا مضبوط کپڑا دینا ضروری ہے، جس کو تین چار مہینہ استعمال کیا جا سکے، چاہے پرانا ہو یا نیا، لہٰذا اگر بالکل گھٹیا، کمزور کپڑا دیا، تو کفارہ ادا نہ ہوگا۔

الحنفية: أما الكسوة فيشترط أن يكون ثوبًا بحيث يمكن الانتفاع به فوق ثلاثة أشهر فلو كان قديما أو جديدًا ... رقيقًا لا ينتفع به هٰذا المدة فإنه لا يجوز. (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ: ۲/ ۷۶)

پیٹ بھرے شخص کو کفارہ میں کھلانا:

قسم کے کفارہ میں ایسے دس فقیروں کو کھلانا ضروری ہے جو بھوکے ہوں، اگر ایسے لوگوں کو کھلایا، جو پہلے سے پیٹ بھر کر کھا چکے تھے، یا ان دس میں کوئی ایک بھی پیٹ بھر پہلے سے کھایا ہوا ہو تو کفارہ ادا نہیں ہوا۔

الحنفية : أن لا يكون فيهم واحد شبعان قبل الأكل.

(کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ: ۲/ ۷۶)

کفارہ میں عوام کی کوتاہی:

بعض عوام ایک عجیب کوتاہی و غلطی میں مبتلا ہیں کہ کسی کے مجبور کرنے پر اگر قسم توڑ دی، تو اپنے اوپر کفارہ واجب نہیں سمجھتے، یا اس جابر کے کہنے پر کہ میرے ذمہ گناہ ہے یا میں کفارہ دے دوں گا، اپنے آپ کو کفارہ سے سبک دوش سمجھ لیتے ہیں، یا اس کے روزہ رکھ دینے کو کافی سمجھتے ہیں، سو یہ سب غلطیاں ہیں، جو قسم توڑے گا، کفارہ اسی پر واجب ہوگا، پھر اگر یہ حانث قسم توڑنے والا کفارہ مالیہ پر قادر نہ ہو، تو خود ہی اس کو تین روزے رکھنے پڑیں گے، اگر کفارہ مالیہ پر قادر ہے تو واجب اسی کے ذمہ ہے، اور کسی نے قسم توڑنے والے کی اجازت کے بغیر کفارہ ادا کر دیا تو بھی کفارہ ادا نہ ہوا۔

(اغلاط العوام: ۲۳۱)

نذر ومنت کے مسائل

نذر ومنت کی تعریف:

''نذر'' کے معنی ہیں مکلف آدمی کا کسی شرط پر، یا بغیر شرط کے کوئی ایسی عبادت اپنے ذمہ لے لینا، جو شریعت نے اس پر لازم نہیں کیا ہے۔

شرط کی مثال: اگر فلاں کام ہو جائے تو میں اتنی نفل پڑھوں گا، اتنے روزے رکھوں گا، بیت اللہ کا حج کروں گا، وغیرہ۔

بغیر شرط کی مثال: اپنے ذمہ دو رکعت نماز یا روزہ لازم کرتا ہوں؛ اسی کو منت بھی کہتے ہیں۔

اصطلاح میں: النذر : إيجاب عين المباح على نفسه تعظيمًا لله تعالىٰ.
(کتاب التعریفات: ۲۴۲)

النذر : هو أن يوجب المكلف على نفسه امرًا لم يلزم به الشارع.
(کتاب الفقہ علی المذاہب: ۲/۱۲۷)

منت کے شرائط:

جس منت کو ماننے سے شرعاً اس کا پورا کرنا واجب ہوتا ہے، اس کے لیے چند شرطیں ہیں:

(۱) نذر ماننے والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ عاقل، بالغ اور مسلمان ہو، پاگل یا ناسمجھ، بچہ یا کافر کی نذر کا اعتبار نہ ہوگا۔

(۲) منت ایسی چیز کی ہو جس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اللہ کا تقرب مقصود ہو یعنی اس کے جنس سے کوئی عبادتِ واجبہ ہو؛ جیسے نفل نماز، نفل روزہ وغیرہ کی منت درست ہے، لہٰذا مسجد میں جانے، جنازے کے ساتھ چلنے، مریض کی عیادت کرنے وغیرہ کی منت صحیح نہیں۔

(۳) وہ عبادت خود بالذات مقصود ہو، کسی دوسری عبادت کے لیے وسیلہ نہ ہو، لہٰذا وضو اور غسل کی منت صحیح نہیں۔

(۴) جس چیز کی منت مانی ہو، وہ خود اس پر شرعاً واجب نہ ہو، جیسے فرض نماز پڑھنے کی منت مانی تو منت صحیح نہ ہوگی۔

(۵) منت ایسی چیز کی نہ ہو جس کا ہونا محال ہو، جیسے کل گذشتہ کے روزے کی منت۔

(۶) منذور غیر کی ملک نہ ہو یعنی نذر مانتے وقت وہ چیز اس کی ملکیت میں ہو۔

(۷) اس کے جنس سے کوئی عبادت، عبادتِ مقصودہ ہو۔

وفي "النهاية" و "الأصل" ما ذكره شيخي أن النذر لا يصح إلا بثلاث شرائط في الأصل إلا إذا قام الدليل على خلافه. أحدها : أن يكون الواجب من جنس ما أو جبه الله تعالى. والثاني : أن يكون مقصودا لا وسيلة. والثالث: أن لا يكون واجبا عليه في الحال أو بيان الحال، فلذلك لا يصح النذر بعيادة المريض لانعدام الشرط الأول، ولا بالوضوء وسجدة التلاوة لانعدام الشرط الثاني، ولا بصلاة الظهر و غيرها من المفروضات، لانعدام الشرط الثالث. (بنایہ شرح ہدایہ: ۴/ ۱۱۳)

نذر و اَیمان کے درمیان ربط:

اللہ تعالیٰ کے نزدیک نہ نذر پسندیدہ ہے نہ قسم، چناں چہ بہ کثرت قسم کھانا ممنوع ہے، اگر قسم کھانا نیکی کا کام ہوتا تو اس کی کثرت مطلوب ہوتی، جیسے نماز اور روزہ وغیرہ کی کثرت مطلوب ہے، لیکن چوں کہ یہ ایک معاشرتی ضرورت ہے، لوگ بات چیت، قول و قرار اور معاملات میں پختگی کے لیے قسمیں کھاتے ہیں، اس لیے فی الجملہ اس کو مشروع کیا گیا ہے، اسی طرح نذر بھی ناپسندیدہ ہے، حدیث میں ہے کہ منت نہ مانا کرو، کیوں کہ منت تقدیر کو نہیں ٹال سکتی، اس کے ذریعہ بس بخیل کی جیب سے مال نکال لیا جاتا ہے، نیز نذر ماننے میں ایک قباحت یہ بھی ہے کہ بندہ کسی اچھے کام کی منت اِس شرط کے ساتھ مانتا ہے کہ اس کا اس کو ذاتی فائدہ حاصل ہو جائے۔ مثلاً اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے اولاد عطا کی تو ایک جانور قربانی کروں گا، یا ایک مسجد بنوادوں گا، گویا کہ منت ماننے والے نے ایک اچھے کام کو اپنے ذاتی مفاد کے ساتھ مشروط کر دیا، یعنی اگر اس کو یہ فائدہ حاصل نہ ہوا تو وہ یہ اچھا کام بھی نہ کرے گا، تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کی نیت اللہ کو خوش کرنا نہیں ہے، بل کہ منت کا مقصد ذاتی فائدہ حاصل کرنا ہے، جو ظاہر ہے کہ ایک اچھی بات نہیں ہے، مگر چونکہ وہ بھی ایک معاشرتی ضرورت ہے، جب لوگ پریشانیوں میں خاص طور پر بیماریوں میں پھنستے ہیں اور علاج و معالجہ میں لاکھوں روپے اڑا دیتے ہیں، پھر جب اس طرف سے مایوسی ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور آخری علاج کے طور پر راہِ خدا میں خرچ کرنے کا عہد کرتے ہیں، اس لیے فی الجملہ اس کو بھی مشروع کیا گیا ہے اور یہ بات یعنی قسم و نذر دونوں کا دراصل ناپسندیدہ ہونا اور معاشرتی ضرورت سے فی الجملہ مشروع ہونا، دونوں کے درمیان مشترک امر ہے، اس لیے کتب حدیث وفقہ میں دونوں

کے احکام ساتھ ساتھ بیان کیے جاتے ہیں۔

پھر جب دونوں کے درمیان چولی دامن کا ساتھ ہے تو جہاں ابہام کی وجہ سے نذر کی تعیین ممکن نہ ہو، وہاں اس کے قرین (ساتھی) سے مدد لی جائے گی اور قسم کا کفارہ دے کر منت سے عہدہ برآ ہوا جائے گا۔ (تحفۃ الالمعی: ۴/ ۴۵۷)

نذر کی قسمیں اور حکم:

نذر ومنت کی اوّلاً دو قسمیں ہیں: (۱) نذرِ مطلق (۲) نذرِ مقیّد

(۱) **نذر مطلق** (یعنی غیر مقید اور غیر مشروط نذر): اس کو نذر منجز اور نذر مرسل بھی کہتے ہیں، جس کی صورت یہ ہے کہ کوئی شخص بلا کسی قید وشرط کے نذر مانے۔ مثلاً یہ کہے کہ یا اللہ! مجھ پر لازم ہے کہ میں اتنا صدقہ کروں یا کہے کہ مجھ پر اللہ کے واسطے ایک ہفتہ کے روزے رکھنا واجب ہے۔ یا صرف کہے کہ میں اِس کام کی منت مانتا ہوں، ایسی نذر عموماً اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے احسان کی وجہ سے بطور شکر یا کسی نعمت کے ملنے کی خوشی میں بطور شکر مانی جاتی ہے۔

حکم: نذر مطلق کا حکم ہے کہ جس کی نذر مانی ہے اُسی کا بعینہٖ ادا کرنا ضروری ہے، کیوں کہ اس میں کوئی قید وشرط نہیں ہے اس لیے اِس کا پورا کرنا بہر حال واجب ہے، اس میں کوئی کفارہ نہ ہوگا۔

(۲) **نذر مقید:** یا نذر معلق ہے، یعنی مقید اور مشروط نذر، جو کسی شرط پر معلق ہو۔ اس کی پھر دو قسمیں ہیں:

(۱) ایک یہ ہے کہ نذر ایسی شرط پر معلق ہو کہ ناذر چاہتا ہو کہ اس کو پسند ہو کہ وہ کام ہو جائے اور میرے ذمہ نذر واجب ہو جایے، یعنی جلب منفعت یا دفع مضرت کے

قبیل سے کوئی شرط ہو مثلاً کوئی شخص کہے اگر اللہ نے مجھے اِس بیماری سے شفا دے دی تو اتنا مال صدقہ کروں گا یا میں نذر مانتا ہوں کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو اتنے دن کا روزہ رکھوں گا، تو منت ماننے والا اس طرح کی نذر میں یہی چاہتا ہے کہ جس شرط کے ساتھ نذر کو مشروط کیا ہے وہ کام اور شرط پوری ہو جائے اور اس کے ذمہ نذر لازم ہو جایے، ایسی نذر کو فقہاء نذر تبرر (نیکی کرنے کی نذر) کہتے ہیں۔

حکم: اِس نذر کا حکم بھی یہی ہے کہ جس کی نذر مانی ہو اسی کو بعینہٖ پورا کرنا لازم ہے، کفارہ سے یہ نذر پوری نہیں ہوگی۔

(۲) **معلق اور مشروط نذر کی دوسری قسم یہ ہے کہ جس شرط پر نذر کو معلق کیا ہے،** ناذر اس کے وقوع کو نہیں چاہتا، نہ ہی پسند کرتا ہے، جیسے غصہ میں اِس طرح نذر مان لی کہ فلاں سے میں بات کروں، تو ایک ماہ میں روزہ رکھوں گا، حالانکہ نذر کے باوجود وہ چاہتا ہے کہ وہ اُس سے بات کرے، اِس نذر کو فقہاء، نذر لجاج کہتے ہیں، زیادہ مشہور نذر لجاج ہے باقی نذر غضب بھی کہتے ہیں۔

حکم: اِس نذر کا حکم یہ ہے کہ حانث ہو جائے بل کہ بہتر ہے کہ بات کرلے اور اب اس کو اختیار ہے کہ نذر پوری کرے یعنی ایک ماہ کے روزے رکھے یا قسم کا کفارہ دے اس لیے کہ نذر لجاج کی ایک حیثیت یمین کی بھی ہے، لیکن اس کی ظاہری صورت نذر کی ہی ہے لہٰذا ناذر کو اختیار ہے اصل نذر کو پورا کرے یا کفارہ دے۔ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے اپنے انتقال سے چند روز قبل نذر لجاج میں اختیار کے قول کی طرف رجوع فرمالیا تھا۔

وعن أبي حنيفة انه رجع عنه و هذا إذا كان شرطا لا يريد كونه لانه فيه معنى اليمين وهو بظاهره نذر فيتخير و يميل إلى أي الجهتين شاء

بخلاف ما اذا كان شرطًا يريد كونه كقوله ان شفى الله مريضى لانعدام معنى اليمين. (ہدایہ کتاب الایمان)

غلط نذر کا حکم:

بعض حضرات امر مکروہ اور بدعت کی نذر مان لیتے ہیں۔ مثلاً اپنے بیٹے کو امام حسین رضی اللہ عنہ کا فقیر بنانا، کسی کے نام کی چوٹی رکھنا، یا شاہ عبدالحق کا توشہ ماننا، یا سید یا پیر کی گائے مانی، یا اللہ میاں کے طاق بھرنے کی منت مانی، اس کے علاوہ اور بہت سی غلط چیزوں کی منت مانی جاتی ہیں، جن کی شریعت میں کوئی اصل نہیں، حصول مقصد کے بعد ایسی غلط نذر کو پورا کرنا جائز نہیں ہے، بل کہ پورا کرنے کی صورت میں سخت گنہگار ہوگا، اب اس منت سے نکلنے کے لیے قسم کا کفارہ دیدے، تو منت پوری ہو جائے گی۔

من نذر بمعصية لم يصح وفائه به. (عالمگیری ۳/ ۷۲)

قال الطحاوى: إذا أضاف النذر إلى سائر المعاصى كلله! على أن أقتل فلانًا كان يمينًا و لزمته الكفارة بالحنث. (فتح القدیر: ۵/ ۹۲)

غیر اللہ کی منت، نذر ماننا:

نذر، منت کسی نیک کام اور عبادت کی مانی جاتی ہے۔ جیسے نفل نماز، نفلی صدقات وغیرہ، ظاہر ہے کہ عبادت کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، اس لیے نذر منت صرف اللہ ہی کے لیے مانی جاسکتی ہے۔

غیر اللہ یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کسی بھی مخلوق، خواہ فرشتے ہو یا نبی، خواہ اللہ کا ولی ہو یا اور کوئی کے لیے ایسی سب نذر ومنت ناجائز اور حرام ہے، جیسے اکثر جاہل عوام کی طرف سے مُردوں کے نام کی جو نذر ومنت مانی جاتی ہے، اولیائے کرام کی قبروں پر چڑھاوے

کی، روپے، پیسے، موم بتیاں وغیرہ کی؛ مقصد اِن کا قرب حاصل کرنا ہوتا ہے، وہ بالاتفاق باطل اور حرام ہے۔

غیر اللہ کے لیے نذر و نیاز کا باطل اور حرام ہونا کئی وجوہات کی بنا پر ہے:

(۱) یہ نذر مخلوق کے لیے ہے اور مخلوق کے لیے نذر ماننا جائز نہیں، اس لیے کہ نذر عبادت ہے اور عبادت کا مستحق صرف خدا کی ذات ہے۔

(۲) جس کے لیے منت مانی گئی ہے وہ مُردہ ہے اور مُردہ کو مالک نہیں بنایا جاسکتا۔

(۳) اگر نذر ماننے والے کا خیال یہ ہے کہ اللہ کے سوا مُردہ بزرگ بھی کائنات میں تصرف کرنے کی قدرت رکھتا ہے تو اس کا یہ عقیدہ کفر ہے۔

(باطل و حرام) لوجوه منها أنه نذر لمخلوق. (حاشیہ الطحاوی: ۶۹۳)

خیر خواہانہ نصیحت:

انبیائے کرام اور اولیائے عظام سے محبت ہمارے ایمان کا حصہ ہے، اِن کی زندگیاں مستند کتابوں سے خوب پڑھنی چاہیے، اِن اولیائے کرام نے جو دین کی محنتیں کی اُس کا حصہ بننا چاہیے، ان کے مشن کو آگے بڑھانا چاہیے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ یا خواجہ اجمیریؒ یا حضرت علاء الدین صابر کلیریؒ، انہوں نے توحید وسنت کی دعوت دی ہے، غیر اللہ سے مانگنے سے منع کیا ہے، ان کی یہ تعلیمات ان کی طرف منسوب کتابوں میں موجود ہے، خود اِن اولیائے کرام نے غریبوں کو کپڑا پہنایا ہے، ہم بھی غریبوں کو کپڑا پہنا کر ثواب پہنچائیں، قبر پر مہنگی چادر چڑھانے سے کیا فائدہ؟ کیا یہی اسلام ہے کہ ہماری مسجدیں ویران اور درگاہ آباد اور روشن ہو، ہمارے بزرگان دین شریعت پر اچھی طرح عمل کرکے ولی بن گئے، اگر ہم بھی اللہ کے قریبی بننا چاہتے ہیں تو اپنے شوق و رواج کو نہ

دیکھیں بل کہ ثواب پہنچانے کا وہ طریقہ اختیار کریں جو شریعت نے سکھلایا ہے جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتلایا ہے۔

مبہم منت کا حکم:

اگر کسی نے مبہم منت مانی، یعنی ناذر نے کسی چیز کی تعیین نہ کی ہو، مثلاً اس طرح کہا: اگر اس کے بچہ کو شفا ہو جائے تو وہ منت مانتا ہے، مگر کس چیز کی مانتا ہے؟ یہ بات واضح نہیں کی اور نہ اس شخص کی کوئی مخصوص نیت ہے، پھر بچہ کو شفا ہو گئی تو قسم کا کفارہ ادا کرے اور یہ اجماعی مسئلہ ہے۔

قال رسول اللہ ﷺ: کفارۃ النذر إذا لم یسمّ کفارۃ یمین.
(ترمذی: ۱/ ۲۷۹)

پیدل حج کرنے کی قسم کھائی یا منت مانی اور پیدل چلنے کی طاقت نہ ہو، تو کیا کرے؟

اگر کسی نے پیدل حج کرنے کی نذر مانی تو یہ نذر صحیح ہے، اسی طرح پیدل حج کرنے کی قسم کھائے اور وہ جزیرۃ العرب میں کہیں قریب رہتا ہے، تو اس پر پیدل حج کرنا واجب ہے، کیوں کہ اس کے لیے پیدل حج کرنا ممکن ہے اور اس کی جنس سے طاعت واجبہ ہے، وہ طواف زیارت پیدل کرنا واجب ہے تو ایسے شخص پر لازم ہے کہ حج شروع کرنے کے بعد جب تک طواف زیارت نہ کرلے سوار نہ ہو اور اگر پیدل چلنا دشوار ہو، جیسے بہت بوڑھے شخص کا یا دور دراز ممالک کے باشندے کا پیدل حج کرنا مشکل ہے، تو وہ سوار ہو کر حج کرے اور اس صورت میں ایک ہدی (بکرا) ذبح کرے اور اس کی استطاعت نہ ہو تو تین روزے رکھے، تو منت پوری ہو جائے گی۔

و لو قال عليّ المشي إلى بيت الله أو إلى الكعبة فعليه حجة أو عمرة ماشيًا و إن شاء ركب و عليه ذبح شاة لركوبه. (بدائع الصنائع: ۴/ ۲۲۹)

مگر پیدل حج کرنے کی منت ماننا یا بغیر منت کے دور دراز جگہ سے پیدل حج کو جانا شرعاً پسندیدہ نہیں ہے؛ چناں چہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک صحابیہ عورت نے بیت اللہ کا پیدل حج کرنے کی منت مانی، نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس سلسلہ میں پوچھا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: إِنَّ اللهَ غنيٌّ عن مشيها، مُرُوهَا فلتركب - کہ اللہ تعالیٰ پیدل چلنے سے بے نیاز ہے، اس عورت کو کہو کہ سوار ہو کر آجائے۔ (تحفۃ الالمعی: ۴/ ۴۷۱)

تشریح: یقیناً عورت کا پیدل سفر فتنہ کا سبب ہے، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا۔

اسی طرح نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بوڑھے صحابی کو جو اپنے دو بیٹوں کے کندھے کے سہارے پیدل حج کو جارہے تھے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ اِس سے بے نیاز ہے، یہ شخص اپنے آپ کو عذاب میں مبتلا کر رہا ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو سوار ہو کر جانے کا حکم دیا۔

مرّ رسول الله ﷺ بشيخ كبير يهادى بين ابنيه فقال ان الله شئ عن تعذيب هٰذا نفسه فأمره أن يركب. (ترمذی شریف)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک میں بل کہ بہت بعد تک سفر عام طور پر پیدل ہی ہوا کرتا تھا، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پیدل سفر حج کی ترغیب بھی منقول ہے، بل کہ اس پر زیادہ ثواب کو بھی بیان کیا گیا ہے۔

قال النبی صلی الله علیه وسلم: من حجّ ماشيًا فله بكل خطوة حسنةً من حسنات الحرم، قيل: وما حسنات الحرم؟ قال: واحدة من سبع مائة. (الفقہ الاسلامی وادلتہ: ۳/ ۲۷۴)

پیدل حج کی فضیلت حاصل کرنے کی ایک صورت یہ ہے کہ مکہ شریف پہنچنے کے بعد وہاں سے جو بھی ارکان ادا کرنا ہو، وہ استطاعت ہو تو پیدل کرے۔

لیکن آج کے زمانہ میں اللہ رب العزت ہی نے سفر کو آسان فرما یا دیا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تیز رفتار سواری پسند تھی۔

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: السفر قطعة من العذاب و أنه ليس له دواء إلا سُرعة السير فإذا سافرتم فاسرعوا السير. (بخاری شریف)

اس حدیث سے بھی ہوائی جہاز سے سفر حج کرنا بہتر معلوم ہوتا ہے، کیوں کہ فاسرعوا السير کا مصداق آج کے زمانے میں یہی ہے۔

ایسے بھی آج کل ملکی قوانین کے مطابق کئی ملکوں کا سفر پیدل کر کے حج کو جانا بہت دشوار کن ہے، اس لیے دور دراز ملکوں سے آج کل پیدل سفر حج کرنا مناسب نہیں ہے۔

اعتکاف کی منت:

اگر کسی نے اعتکاف کرنے کی منت مانی، تو اعتکاف کے ساتھ روزہ کی نذر خود بخود ہو جاتی ہے، اگر چہ روزہ کی منت نہ مانی ہو، اس لیے کہ اعتکاف منذور میں روزہ شرط ہے۔ دلیل "لا اعتكاف إلا بصوم" ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ۴/ ۴۷۳)

مگر منت کا اعتکاف رمضان میں ادا نہ ہوگا، رمضان المبارک کے علاوہ میں روزہ کے ساتھ اعتکاف کرے۔

لو نذر اعتكاف ثم اعتكف رمضان لا يجزيه. (ہندیہ: ۱/ ۲۱۱)

میت کی طرف سے منت پوری کرنا:

اگر میت نے صدقہ وغیرہ مالی عبادت کی منت مانی ہو اور اس کو ادا کرنے کی

وصیت کی ہو، تو تہائی ترکہ سے وہ منت پوری کی جائے گی اور اگر وصیت نہیں کی یا تہائی ترکہ سے ادا نہیں ہوسکتی، تو ورثاء پر اس کی ادائیگی ضروری نہیں، البتہ اگر ورثاء منت پوری کریں اور وہ سب عاقل بالغ ہوں تو جائز اور بہتر ہے، بدنی عبادت میں نیابت جائز نہیں، یعنی اگر میت نے نماز وروزہ کی منت مانی تھی، تو وارث اس کی جانب سے نماز وروزہ نہیں رکھ سکتا، ہاں فدیہ دے سکتا ہے۔

عن ابن عباس ، أن سعد بن عبادة استفتى رسول الله ﷺ في نذر كان على أمه توفيت قبل أن تقضيه، فقال النبي ﷺ : اقض عنها.
(ترمذی شریف رقم:۱۵۴۶)

لڑکے کو حافظ بنانے کی منت ماننا:

اگر کسی نے منت مانی کے مجھے لڑکا ہوا تو اسے حافظ بناؤں گا، تو منت کے مطابق اسے حافظ بنانے کی کوشش کرنا ضروری ہے، لیکن اگر بچہ کا ذہن کمزور ہونے کی وجہ سے حفظ کرنا ممکن نہ ہو تو حفظ چھڑا دینا جائز ہے اور اس کی وجہ سے والدین پر آخرت میں کوئی مواخذہ نہ ہوگا، لیکن منت ماننے والے پر قسم کا کفارہ واجب ہوگا۔

قال النبي ﷺ : من نذر نذرًا لا يطيقه فكفارته كفارة يمين.
(ابوداؤد شریف)

رشتے داروں یا اہلِ محلہ کو کھلانے کی نذر کا حکم:

زید نے منت مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو اللہ کے لیے ایک بکرا ذبح کر کے رشتے داروں کو یا محلہ والوں کو کھلاؤں گا اور اہلِ محلہ یا رشتے داروں میں امیر، غریب دونوں ہیں، تو یہ نذر بقدر اغنیا منعقد نہیں ہوئی اور بقدر فقراء منعقد ہوگئی، اس لیے بعد حصول مقصود

رشتے داروں میں، اسی طرح اہلِ محلہ میں صرف ایسے غرباء کو کھلایا جائے جو صاحب نصاب نہ ہوں، مال دار رشتے داروں یا اہل محلہ میں مال داروں کا کھانا جائز نہیں ہے، البتہ کھلانے کے بجائے بکرا کی قیمت بھی غرباء کو صدقہ کردے تو بھی نذر پوری ہو جائے گی۔

ہاں! اگر ناذر نے صرف مال دار، اغنیاء رشتے دار یا اہلِ محلہ کے اغنیاء کو کھلانے کی نیت کی ہو تو نذر منعقد ہی نہیں ہوگی، کیوں کہ اغنیاء نذر کا مصرف نہیں ہیں۔

نذر التصدق علی الأغنیاء لم یصح مالم ینو أبناء السبیل.
(درمختار)

لڑکا پیدا ہونے پر بکرا ذبح کرنے کی منت مانی، پھر لڑکا مُردہ پیدا ہوا:

ایک عورت نے نذر مانی کہ مجھے لڑکا پیدا ہوا تو ایک بکرا ذبح کروں گی، پھر لڑکا پیدا ہوا مگر مردہ پیدا ہوا، تو اگر اس عورت نے یہ نذر اُس وقت مانی جب بچہ کے اعضاء بن چکے تھے، یعنی حمل کے چار ماہ بعد تو اس کو نذر پورا کرنا ضروری ہوگا اور اگر اِس پہلے نذر مانی تو پھر نذر پورا کرنا ضروری نہیں ہے۔

الأصل فیه أن الولد المیت ولد فی حق غیرہ لا فی حق نفسه.
(الدر المختار و حاشیۃ ابن عابدین، رد المحتار: ۳/ ۸۰۳)

جان کے بدلے جان دینے کی منت ماننا:

زید نے اپنے لڑکے کی جان خطرہ میں دیکھ کر منت مانی کہ اگر میرا لڑکا بچ گیا، تو میں جان کے بدلے جان دوں گا اور اندر سے مقصد تقرب الی اللہ ہے اور لڑکا شفایاب ہو گیا، تو یہ منت درست ہوگئی، اب زید پر اس منت کی وجہ سے ایک سالہ متوسط بکری ذبح کرکے اس کا گوشت، یا زندہ بکری، یا اس کی قیمت فقرائے مسلمین پر صدقہ کردینا واجب

ہے، ایسے اس طرح کی منت نہیں ماننی چاہیے، کیوں کہ اکثر لوگ ذبح واراقۃ الدم کو مریض کا فدیہ سمجھتے ہیں، جس کی کوئی دلیلِ شرعی نہیں ہے، اس لیے حکیم الامت مجدد ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ نے اس طرح کی نذر کو بدعت فرمایا ہے۔ (کمافی امداد الفتاوی)

اور اگر حقیقتاً یہی خیال ہے کہ جان کے بدلہ جان ہے، اور اس بکرے کی منت کی وجہ سے ہی اس کے بچے کی جان بچی ہے تو اب جانور ذبح کرنا ناجائز اور حرام ہے، اگر ایسے عقیدہ کے ساتھ جانور ذبح کر دیا تو فقراء کو اس کا گوشت کھانا جائز نہیں ہے، کیوں کہ یہ میتۃ کے حکم میں ہے۔

ذبحه لقدوم الأمير و نحوه كواحد من العظام يحرم لأنه أهل به لغير الله ولو ذبح اسم الله. (شامی)

منت پوری ہونے سے قبل روزہ رکھنا:

اگر کسی نے منت مانی کہ اگر میں اس بیماری سے شفایاب ہو گیا، تو دس روزے رکھوں گا، ابھی طبیعت ٹھیک نہیں ہوئی تھی کہ منت کو پورا کرنے کے لیے روزے رکھنا شروع کر دیئے، تو یہ منت پوری نہیں ہوئی، بل کہ صحت یاب ہو جانے کے بعد دس روزہ رکھنا ضروری ہے، صحت یاب ہو جانے سے قبل روزہ رکھنے سے منت پوری نہیں ہوگی۔

بخلاف النذر المعلق فإنه لا يجوز تعجيله قبل وجود الشرط.
(شامی:۱/ ۵۲۴)

ہر جمعرات کو روزہ رکھنے کی منت ماننا:

زید بیمار تھا، اس نے منت مانی کہ اگر میں صحت یاب ہو جاؤں، تو ہر جمعرات کو روزہ رکھوں گا، اللہ رب العزت نے صحت دے دی تو زید پر نذر کے مطابق ہر جمعرات کو

روزہ رکھنا ضروری ہے، نذر معین ہونے کی وجہ سے کسی اور دن روزہ رکھنے سے نذر کی ادائیگی نہیں ہوگی اور نذر میں تحدید نہ ہونے کی وجہ سے پوری زندگی کا ہر جمعرات اس میں داخل ہے اور بلا عذر چھوڑنا جائز نہیں، اگر کسی عذر کی وجہ سے کسی جمعرات کا روزہ نہ رکھ سکے تو اس کی قضا واجب ہوگی۔

ومن نذر نذرًا مطلقًا أو معلقا بشرط و كان من جنسه واجب وهو عبادة مقصودة، و وجد الشرط لزم الناذر كصوم وصلاة و صدقة.
(شامی:۵/ ۵۱۷)

لڑکے کے حافظ ہونے پر میلاد کرانے کی منت:

کسی عورت نے منت مانی کہ اگر میرا لڑکا حافظ ہوگیا تو ''میلاد'' کراؤں گی، چناں چہ لڑکا حافظ ہوگیا تو اب اس عورت پر منت کے مطابق میلاد کرانا جائز نہیں ہے، کیوں کہ منت کے درست ہونے کے لیے ضروری ہے کہ منذور عبادت مقصودہ یا اس کے جنس سے ہو۔

ایسے ''میلاد'' کا مطلب ہوتا ہے ایسی محفل منعقد کرنا جس میں سید الانبیاء حضرت محمد عربی ﷺ کی ولادت مبارکہ کا ذکر ہو۔

نبی پاک ﷺ کی ولادت مبارکہ یا آپ ﷺ کے اوصاف و محاسن عبادات، معاملات اور سیرت طیبہ کے ذکر کی مجلس منعقد کرنا، یقیناً باعث سعادت فعل مستحسن اور باعث اجر وثواب ہے۔

البتہ ایسی متبرک مجلس کو مروجہ بدعات سے خالی ہونی چاہیے، جیسے کسی خاص دن، مہینہ کی تعیین کو ضروری نہ سمجھا جایے، اسی طرح مجلس میلاد میں بوقت ذکر ولادت شریفہ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِس عقیدہ کے ساتھ کھڑا ہوجانا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِس مجلس میں بنفس نفیس تشریف لائے ہوئے ہیں، یہ عقیدہ رکھنا خطرناک گناہ ہے، اِس سے احتراز لازم ہے۔ اسی طرح ایسی مجلس کے اختتام پر شرکاء کو شیرینی تقسیم کرنے کا اہتمام شرعاً درست نہیں ہے۔

و الاحتفال بذكر الولادة الشريفة إن كان خاليًا من البدعات فهو جائزٌ بل مندوب. كسائر أذكاره ﷺ والقيام عند ذكر ولادته الشريفه حاشا لله أن يكون كفرًا من قال أرواح المشائخ حاضرة يكفر.
(البحر الرائق باب احکام المرتدین)

نذر میں استثنا:

منت کے صحیح ہونے کے لیے شرط یہ ہے کہ استثنا کے ذریعہ کلام کو بے اثر نہ کردیا جائے، چناں چہ اگر کوئی شخص صیغۂ نذر کے ساتھ متصلاً ان شاء اللہ کہے، مثلاً میں چار رکعت نماز پڑھنے کی منت مانتا ہوں ان شاء اللہ، تو اس سے منت صحیح نہیں ہوگی۔

إذا نذر و قال إن شاء الله متصلًا لم يلزمه شيء. (فتح القدیر: ۵/ ۸۹)

نذر مانی لیکن متعین نہ کیا:

کسی جائز کام کے ہوجانے پر اللہ سے منت مانی، لیکن اس کو متعین نہیں کیا، مثلاً یوں کہا: مجھ پر اللہ کے لیے نذر ہے۔ اگر دل میں اس کے کوئی نیت ہے تو نذر میں اسی نیت نذر کا ایفاء واجب ہوگا اور اگر دل میں کوئی خاص نیت وغیرہ نہیں کی تو کام ہوتے ہی قسم کا کفارہ ادا کرنا ضروری ہے۔

النذر الذي لا تسمية فيه فحكمه وجوب مانوىٰ، و إن لم تكن له نية فعليه كفارة اليمين. (شامی)

زیارت مدینہ کی منت ماننا:

منت مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا، تو میں مدینہ شریف کی زیارت کروں گا، تو اگرچہ مدینہ شریف کی زیارت باعثِ اجروثواب ہے، مگر منت کے صحیح ہونے کے لیے عبادتِ مقصودہ یا اس کے جنس سے ہونا ضروری ہے، اس لیے زیارت مدینہ کی منت صحیح نہ ہوگی۔

ولم یلزم الناذر ما لیس من جنسه فرض ... ولو زیارة مسجد الرسول ﷺ، لأنه لیس من جنسها فرض مقصودة. (ردالمحتار: ۵/ ۵۱۸)

شادی کرانے کی منت:

منت مانی کہ میرا فلاں کام ہوگیا تو میں کسی غریب لڑکی کی شادی کا پورا خرچ دوں گا، تو منت کی وجہ سے اس کا پورا کرنا واجب نہیں، ایسے بھی علماء کی ذمہ داری ہے کہ شادی کے فضول خرچوں سے معاشرہ کو بچائیں، نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ: إِنَّ أَعْظَمَ النِّكَاحِ بَرَكَةً أَيْسَرُهُ مَؤُونَةً - کہ سب سے برکت والا نکاح وہ ہے جس میں خرچ سب سے کم ہوا ہو۔

لم یلزم الناذر ما لیس من جنسه فرض کقراءة القرآن و صلاة الجنازة ... وتزویج فلانة لم یلزمه شیء فی هٰذه الوجوه، لأنها لیس لها أصل فی الفروض المقصودة کما فی کثیر من الکتب. (مجمع الانہر: ۲/ ۵۴۷، فصل حروف القسم)

مسجد یا مدرسہ بنوادینے کی منت:

کسی نے نذر مانی کہ اگر اس مرض سے نجات پاجاؤں گا تو مسجد بنوادوں گا یا مدرسہ بنوادینے یا رفاہ عام کے لیے مسافر خانہ وغیرہ بنانے کی نذر مانی، اس کے بعد

تندرست ہو گیا، تو اب مسجد بنوانا واجب نہیں، کیوں کہ لزوم نذر کے لیے یہ شرط ہے کہ منذور عبادت مقصودہ ہو، یہ چیزیں گرچہ قربت اور ثواب کی ہے اور ان میں عبادت کا وصف موجود ہے، لیکن وہ عبادت ''عبادت مقصودہ'' نہیں ہے، لہٰذا ایسی نذر کا ایفاء واجب نہیں، محض جائز ہے۔

فلا یصح النذر ببناء الرباطات والمساجد و غیر ذلك و إن کان قربة إلا أنها غیر مقصودة. (شامی:۵/۵۱۶)

ایک مسجد میں روپے دینے کی نذر مان کر دوسری مسجد میں دینا:

لا یتعین فی النذر المکان والدرهم والفقیر. (شامی:۲/۴۳۷)

کسی نے منت مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو میں فلاں مسجد میں سو روپے دوں گا یا مصلی (جائے نماز) دوں گا، پھر اس کا کام ہو گیا تو اس پر اسی متعین مسجد میں سو روپے دینا ضروری نہیں ہے، بل کہ دوسری کوئی مسجد زیادہ حقدار ہے، اس میں دینے سے، اسی طرح مسجد کے بجائے غریب کو دینے سے بھی منت پوری ہو جائے گی۔

لا یتعین فی النذر المکان والدرهم والفقیر. (شامی ۲/۴۳۷)

قرآن خوانی کرانے کی منت ماننا:

قرآن خوانی: قرآن شریف پڑھ کر اپنے مرحومین کو ایصال ثواب کرنا ایک مستحسن عمل ہے اپنے طور پر قرآن مجید پڑھ کر ایصال ثواب کرتے رہنا باعث اجر و ثواب ہے، مگر قرآن خوانی کرانے کی منت مانی تو منت صحیح نہ ہو گی، کیوں کہ قرأت قرآن عبادت مقصودہ نہیں، ایسے مطلق، بالتداعی، قرآن خوانی کی مجلس بعدہٗ شیرینی کی تقسیم یا کھانے پینے کا اہتمام شرعاً جائز نہیں ہے۔

أو علی أن اقرأ القراٰن إن فعلت کذا لا یلزمه شيء. (شامی)

اتخاذ الدعوة بقراءة القرآن وجمع الصلحاء والقراءة للختم.
(فتاوی قاسمیہ: ۲/ ۴۶۴)

تبلیغ میں جانے کی منت ماننا:

منت مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو میں ایک چلہ تبلیغ میں لگاؤں گا، تو یہ منت صحیح نہ ہوگی، کیوں کہ صحت نذر کے لیے شرط ہے کہ منذور عبادت مقصودہ ہو، تبلیغی جماعت میں جانا عبادت مقصودہ نہیں ہے، بل کہ جائز اور مستحسن ہے اور دین میں پختگی کا مؤثر ذریعہ ہے۔

ولم یلزم الناذر ما لیس فرض. (شامی: ۵/ ۵۱۸)

مشروط نذر ماننے کا حکم:

منت مانی کہ اگر امتحان میں کامیاب ہوجاؤں گا، تو دس دن روزہ رکھوں گا، ایسی منت کو فقہ کی اصطلاح میں ''نذر مشروط'' کہتے ہیں، اس کا حکم یہ ہے کہ کامیاب نہ ہوئے تو روزہ رکھنا واجب نہیں۔

وإن کان النذر معلقا بشرط: إن شفی الله مریضی أو إن قدم فلان الغائب، فلله علی صوم شهر أو صلاة رکعتین أو التصدق بلیرة ونحوه، فإذا وجد الشرط فعلیه الوفاء بالنذر نفسه، لأن المعلق بالشرط کالمنجز، فلو فعل المشروط قبل وجود الشرط یکون نفلًا، لأن المعلق بالشرط غیر موجود قبل وجود الشرط. (الفقہ الاسلامی وادلتہ: ۴/ ۱۲۵)

جانور چھوڑنے کی منت:

کسی نے منت مانی کہ اگر میرا لڑکا بیماری سے شفایاب ہوگیا تو ایک جانور خدا کی

راہ میں چھوڑوں گا، تو یہ منت صحیح نہیں ہوگی کیوں کہ جانور چھوڑنا عبادتِ مقصودہ نہیں۔ دوسرا اس میں ضیاع مال ہے، اور ضیاع مال معصیت ہے اور ایسا کرنے میں غیر مسلمین سے مشابہت لازم آتی ہے، لہٰذا مطلقاً جانور وغیرہ چھوڑنا ناجائز ہے، لہٰذا حصولِ شفا کے بعد یہ کام نہ کرے، مگر اس منت سے نکلنے کے لیے قسم کا کفارہ واجب ہوگا اور جس جانور کو اولیا کے نام پر چھوڑا ہے وہ اُسی مالک کی ملکیت ہے، وہ مالک کی ملکیت سے خارج نہیں ہوئے، اس لیے اُس جانور کو اپنے قبضہ میں لے لے اور اپنی ضروریات میں استعمال کرے۔

من نذر بمعصية لم يصح و فائه به. (عالمگیری: ۴۲/۳)

بزرگ کے لیے نذر ماننا:

نذر مانی کہ اگر فلاں کام ہوگیا تو فلاں بزرگ کی قبر پر بکرا ذبح کروں گا یا یہ کہے کہ یہ بکرا اجمیر شریف کی ''چھٹی'' کی منت کا ہے یا یہ کہہ دیا جائے کہ یہ ''گیارہویں کا بکرا ہے یا یہ جانور فلاں کی منت یا نیاز ہے، نذر ماننے والے کا اِس سے مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ ہم سے خوش ہوں گے اور ہماری کارروائی کریں گے، تو یہ نذر لغیر اللہ ہے جو حرام ہے، اس کا گوشت کھانا بھی حرام ہے، کیوں کہ یہ ما اہل لغیر اللہ میں داخل ہے؛ لہٰذا ایسی نذر کو پورا نہ کرے، بل کہ قسم کا کفارہ ادا کرے، کیوں کہ کسی جانور کو غیر اللہ کے نام سے منسوب کرنا اور ان کے نام پر جانور ذبح کرنا شرک و کفر ہے، یہ جانور اللہ کی عطا ہے، اللہ کا واجب حق ہے کہ یہ چیزیں اسی کے نذرانے اور شکرانے میں صرف ہوں۔

قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ○

غیر اللہ کے نام پر مختص کیے ہوئے جانور کے ذبح کے وقت اللہ کا نام لیا جائے تب بھی حرام ہے، سوائے اس کے کہ ذبح کرنے سے پہلے اُس شخص نے توبہ کر لی ہو۔
(آسان تفسیر قرآن مجید: ۱/ ۴۶۸)

حُرِّمَتۡ عَلَيۡكُمُ ٱلۡمَيۡتَةُ وَٱلدَّمُ وَلَحۡمُ ٱلۡخِنزِيرِ وَمَآ أُهِلَّ لِغَيۡرِ ٱللَّهِ بِهِۦ.
(مائدہ: ۳)

کام ہونے سے پہلے منت ادا کرنا:

منت مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو روزہ رکھوں گا، یا خیرات کروں گا، پھر وہ کام ہونے سے پہلے روزہ رکھ لیا، یا خیرات کر دیا تو منت پوری نہیں ہوئی، کام ہونے کے بعد دوبارہ روزہ رکھنا یا خیرات کرنا ضروری ہے۔

اما النذر المعلق فلا يجوز تعجيله قبل أن يوجد الشرط.
(ردالمحتار: ۲/ ۲۰۳)

کسی دوسرے کی چیز کی منت ماننا:

منت مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو فلاں آدمی کی بکری صدقہ کروں گا، یا کسی بھی ایسی چیز کی منت مانی جو اس کی ملکیت میں نہیں ہے تو منت صحیح نہیں ہوئی، کام ہونے کے بعد اس پر کچھ بھی لازم نہیں، اگر چہ وہ بعد میں اس کا مالک بھی ہو جائے۔

أن لا يكون ملكا للغير، لله على أن أهدى هذه الشاة، وهى مملوكة للغير، لا يصح النذر ولا يلزمه شيء.
(الفتاوى التاتارخانية: ۲/ ۲۸۴)

لو نذر عتق عبد لا يملكه لم يلزمه الوفاء به، وإن دخل ذلك فى ملكه.
(بذل المجهود: ۱۰/ ۵۵۲)

نذر بالمعصیت کا حکم:

نذر ومنت آدمی اللہ کی کسی نعمت کی شکرگذاری میں مانتا ہے یا کسی حاجت کے پورا ہونے پر بطور شکر کسی مالی یا جانی عبادت کو اپنے اوپر لازم کر لیتا ہے۔ظاہر ہے کہ جو چیز اللہ تعالیٰ کے لیے اپنے اوپر بطور شکر لازم کی جاتی ہے وہ خیر اور نیکی کا کام ہی ہو سکتا ہے، اس لیے نذر ومنت خیر اور نیکی کے کام کی ہی ماننی چاہیے، معصیت اور گناہ کے کام کی منت نہیں ماننی چاہیے، لیکن اگر کسی نے معصیت کی نذر مان لی تو احناف کے نزدیک معصیت کی نذر منعقد ہو جاتی ہے، چاہے وہ معصیت لعینہٖ ہو، جیسے کسی کے قتل کرنے کی منت مانی، تو منت صحیح ہوگئی، مگر اس منت کا پورا کرنا جائز نہیں، بل کہ اس پر اِس صورت میں قسم کا کفارہ واجب ہوگا۔دلیل حدیث نبوی ہے۔

عن عائشة رضی الله عنها ، أن النبی صلی الله علیه وسلم قال : لا نذر فی معصیة و کفارته کفارة یمین. (ابوداؤد شریف)

کہ گناہ کی نذر نہیں ہوتی، اور اس کا کفارہ قسم کا کفارہ ہے۔

معلوم ہوا کہ نفس نذر تو منعقد ہو جاتی ہے، حدیث میں نفی وفا کی ہے نہ کہ انعقاد کی۔اور دلیل اگلا جملہ ہے: ’’اس کا کفارہ، قسم کا کفارہ ہے‘‘ جیسا کہ اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے صاحبِ بذل لکھتے ہیں:

لیس معناه أنه لا ینعقد أصلًا ، إذ لا یناسب ذلك . . . قوله : و کفارته الخ بل معناه لیس فیه وفاء ، وهذا صریح فی بعض الروایات الصحیحة فإن فیها : ’’لا وفاء لنذر فی معصیة‘‘. (بذل المجهود:۱۰/ ۵۸۰)

اور دوسری دلیل یہ ہے کہ معصیت کی نذر ماننا حرام کو حلال کرنا ہے، جو یمین کے

حکم میں ہے۔ (تحفۃ الالمعی ۴/ ۵۸۰)

اور فقہ حنفی کے مشہور ترجمان علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں:

إذا أضاف النذر إلى سائر المعاصي کـ "لله علی أن أقتل فلانًا كان يمينًا ولزمتها الكفارة بالحنث". (فتح القدیر: ۵/ ۹۲)

ننگے سر حج کرنے کی منت (نذر المعصیت کی ایک شکل):

کسی عورت نے منت مانی کہ اگر اس کا بچہ شفایاب ہوگیا، تو وہ ننگے سر حج کرے گی تو یہ منت صحیح ہوگئی، بعد حصولِ شفا اس عورت پر سر ڈھانک کر حج کرنا ضروری ہے، ''عورت کا برہنہ سر ہونا'' معصیت لعینہٖ ہے، یعنی گناہ ہی گناہ ہے، اور معصیت لذاتہا کی منت بھی منعقد ہوجاتی ہے، مگر اس کو پورا کرنا جائز نہیں ہوتا، بل کہ اس کے بدلے میں قسم کا کفارہ واجب ہوتا ہے، اس لیے یہ عورت بعد اجّ اگر کفارۂ مالی پر قادر نہ ہوتو تین روزہ رکھے گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیث سے یہی بات معلوم ہوتی ہے۔

أن عقبة بن عامر أنه، سأل النبي صلى الله عليه وسلم عن أخت له نذرت أن تحج حافية غير مختمرة، فقال: مروها فلتختمر، ولتركب، ولتصم ثلاثة أيام. (ابوداؤد شریف)

صاحبِ بذل اس حدیث پاک کی شرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فإن رسول الله صلى الله عليه وسلم أمرها بالكفارة في نذر المعصية، فإن شهدت بلا خمار كان معصية فهو حجة للحنفية ... في قصة أخت عقبة ابن عامر أنها نذرت أن تحج غير مختمرة وهو عدم تغطية الرأس وهو كانت معصية، فإن اليمين بالمعصية انعقدت ولم يجز وفاؤها،

لأنه صلى الله عليه وسلم قال: من نذر أن يعصى الله فلا يعصيه فوجب الحنث ولزمت كفارة اليمين عليها. (بذل المجهود:۱۰/۵۸۷-۵۹۱)

کیا محض دل میں ارادہ کرنے سے نذر منعقد ہوجائے گی:

کسی نے صرف دل میں ارادہ، نیت کی کہ اللہ تعالیٰ نے اگر مجھے اس بیماری سے شفاء دے دی تو کچھ روپیہ صدقہ کروں گا، یا دِل دل میں خیال ارادہ کیا کہ نماز پڑھوں گا یا اتنا مال صدقہ کروں گا، تو یہ منت نہیں ہوئی، کیوں کہ نذر ومنت منعقد ہونے کے لیے زبان سے کہنا بھی ضروری ہے۔

النذر لا تكفي في إيجابه النية، بل لا بد من التلفظ به. (الاشباہ والنظائر:۸۹)

وعدہ کرنا منت نہیں ہے:

کوئی شخص کہے کہ میں اللہ سے وعدہ کرتا ہوں یا کسی کے سامنے کہا کہ میں آپ کے سامنے وعدہ کرتا ہوں کہ مجھے اِس بیماری سے شفا ہوگئی تو اتنا پیسہ خیرات کروں گا، لیکن نہ قسم کھائی اور نہ منت اور نہ نذر کا لفظ استعمال کیا، تو یہ منت نہیں ہوئی اور قسم بھی نہیں ہوئی، یہ ایک وعدہ ہے جس کو پورا کرنے کا شرعاً حکم وترغیب ہے، اگر کسی وجہ سے خیرات نہ کرسکا تو توبہ واستغفار کرنا ہے، کفارہ لازم نہیں۔

وأوفوا بالعهد، ان العهد كان مسئولًا. (سورۂ اسراء:۳۴)

منت مان کر رجوع کرنا:

کسی نے منت مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا، تو میں اتنے روپے صدقہ کروں گا، پھر اس منت سے رجوع کرلیا، تو منت ختم نہیں ہوئی، بل کہ جب نذر پوری ہوجائے تو منت

کا پورا کرنا ضروری ہوگا۔

والنذر لا یحتمل الفسخ بعد وقوعه. (البحر الرائق: ۲/ ۲۹۲)

منت کے جانور کی عمر:

کسی نے مطلق جانور صدقہ کرنے کی منت مانی، تو بعد حصول مقصد، اگر بڑے جانور کی منت مانی ہے، تو اس جانور کا دو سال کا ہونا ضروری ہے، بڑے جانور سے مراد بھینس، بیل وغیرہ ہے، اور اگر چھوٹے جانور کی منت مانی ہے تو اس کا ایک سال کا ہونا ضروری ہے، چھوٹے جانور سے مراد: بکرا، دنبہ وغیرہ ہے۔ کیوں کہ نذر کے جانور کے لیے وہی تمام شرائط ہیں، جو قربانی کے جانور کے لیے ہیں:

لا یجوز فی النذر إلا ما یجوز فی الأضاحی. (بدائع الصنائع: ۴/ ۲۳۳)

ہاں اگر کسی جانور کو متعین کر کے تصدق کی نذر مانی ہو تو بعد حصول مقصود، اسی جانور کا فوری صدقہ ضروری ہے چاہے جتنی عمر کا ہو اسی کو ذبح کرنا کافی ہے۔

تصدق ناذر لمعینة لو فقیرا لو ذبحها تصدق بلحمها. (شامی کتاب الاضحیۃ)

مطلق صدقہ کی نذر:

کسی نے منت مانی کہ اگر میرا بچہ شفایاب ہو جائے تو کچھ صدقہ کروں گا تو اس پر اس صورت میں دس مسکینوں کو کھانا کھلانا واجب ہے، یعنی مقدار صدقۃ الفطر سے دس گنا زیادہ گیہوں، یا اس کی قیمت یا اس کے برابر کوئی چیز صدقہ کرنا واجب ہے۔

ولو صدقة فإطعام عشرة مساكين كالفطرة، لأن أقل ما أوجبه الله تعالى فی کتابه من الصدقة عشرة مساكين. (درمختار: ۲/ ۱۶)

ذکر اللہ کی منت:

کسی نے منت مانی کہ اگر میں امتحان میں کامیاب ہو گیا، تو ایک لاکھ مرتبہ اللہ کا ذکر کروں گا تو یہ نذر منعقد ہو جائے گی، کیوں کہ اس کی جنس سے تکبیرات تشریق، تلبیہ وغیرہ واجب ہے، لہٰذا امتحان میں کامیاب ہونے پر ایک لاکھ مرتبہ اللہ کا ذکر کرنا لازم ہوگا، ہاں ذکر اللہ میں سبحان اللہ، الحمد للہ بھی شامل ہے، اس کے وِرد سے بھی نذر پوری ہو جائے گی، مگر بہتر لا الہ الا اللہ کا ذکر ہوگا۔

عن جابر رضی اللہ عنه سمعتُ رسول الله ﷺ أفضل الذكر لا إله إلا الله. (ترمذی شریف)

لو نذر التسبيحات فينبغي صحة النذر به. (شامی: ۳/۷۳۸)

چادر چڑھانے کی نذر ماننا:

کسی نے نذر مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا، تو فلاں بزرگ کی قبر پر چادر چڑھاؤں گا تو اس نذر کا پورا کرنا صحیح نہیں ہے، کیوں کہ ضروری ہے کہ منذور عبادت مقصودہ ہو، اور قبر پر پھول یا چادر چڑھانا، یہ عبادت مقصودہ نہیں ہے، بل کہ بدعت، ممنوع اور معصیت ہے، اس لیے کام ہونے پر چادر نہ چڑھائے، بل کہ قسم کا کفارہ ادا کر دے۔

من نذر بمعصية لم يصح وفاؤُه به. (عالمگیری: ۳/۴۲)

ولی کے نام پر بکرا ذبح کرنے کی نذر ماننا:

کسی نے اس طرح نذر مانی: اے بزرگ! میرا فلاں کام ہو گیا تو میں آپ کے نام پر بکرا ذبح کروں گا، یا آپ کے مزار پر لٹکاؤں گا، اس طرح کی نذر ماننا معصیت ہے،

اور معصیت کی نذر کا پورا کرنا جائز نہیں، لہٰذا کام ہونے پر یہ نہ کرے، بل کہ قسم کا کفارہ دیدے، کیوں کہ نذر ومنت عبادت ہے اور عبادت کا مستحق صرف اللہ تعالیٰ ہے اور مذکورہ الفاظ سے نذر ماننے میں غیر اللہ کی عبادت کا شائبہ ہے جو کہ شرک اور معصیت ہے۔

قال الطحاوی : إذا أضاف النذر إلى سائر المعاصی کللہ علی أن أقتل فلانًا کان یمینًا ولزمہ الکفارۃ بالحنث. (فتح القدیر: ۵/ ۹۲)

ایصال ثواب کیوں جائز ہے؟ البتہ اولیائے کرام کے لیے ایصالِ ثواب کرنا جائز اور مستحسن ہے، جیسے کسی عبادت کا ثواب اولیائے کرام کو بخش دیا جائے، ایصالِ ثواب کرنے والا، جس بزرگ کو ایصالِ ثواب کر رہا ہے اُس بزرگ کو وہ اللہ کا محتاج اور اللہ کے رحم وکرم کا محتاج سمجھتا ہے، اس لیے وہ ایصالِ ثواب کے ذریعہ اُس بزرگ کی ترقی درجات کی دُعائیں مانگتا ہے، ظاہر بات ہے کہ ایصالِ ثواب میں وہ اللہ کے سوا کسی کو لائق عبادت نہیں سمجھتا، بل کہ وہ بزرگ چاہے اللہ کے یہاں کتنا ہی بلند مقام پر کیوں نہ ہو، اس کو اللہ کا محتاج سمجھتا ہے، اس لیے ایصالِ ثواب کرنا ہر مسلمان کے لیے جائز بل کہ مندوب ہے۔

بکرا صدقہ کرنے کی نذر مان کر، اس کی قیمت ادا کرنا:

کسی نے منت مانی کہ اگر میں اس بیماری سے شفا یاب ہو گیا، تو ایک بکرا صدقہ کروں گا، تو شفا یاب ہونے کے بعد اس کو اختیار ہے، خواہ بعینہٖ بکرا صدقہ کرے، یا اس کی قیمت صدقہ کرے، لیکن بہتر ہے کہ قیمت صدقہ کرے، اس لیے کہ پیسے سے فقیروں کی ضرورت اچھے انداز میں پوری ہو سکتی ہے اور بہتر ہے کہ شفایابی کے لیے بکرا یا کسی جانور کے دینے کی منت نہ مانے، کیوں کہ اس میں جان کے بچاؤ کے لیے جان دینے کا وہم ہے، کیوں کہ اکثر لوگ ذبح کو مریض کا فدیہ سمجھتے ہیں، جس کی کوئی دلیل شرعی نہیں ہے، البتہ اگر

کسی شخص نے متعین جانور یا بکرے کو ذبح کرنے کی منت مانی تھی تو متعین جانور کو ذبح کرنا ہی لازم ہوگا۔

بخلاف النذر بالتصدق بشاتين وسطين، فتصدق بشأة بقدرهما، جاز، لأن المقصود إغناء الفقير، وبه تحصل القربة، وهو يحصل بالقيمة.
(شامی ۳/۲۱۱، البحر الرائق: ۲/۳۸۶)

بکری کی نذر مانی، تو پوری بکری صدقہ کرنا لازم ہے:

زید نے منت مانی کہ میرا فلاں کام ہوجائے تو ایک بکری صدقہ کروں گا، نذر پوری ہونے پر اُس نے بکری کا بچہ صدقہ کیا، تو نذر پوری نہیں ہوئی، زید پر ضروری ہے کہ متوسط درجہ کی پوری بکری یا اس کی قیمت صدقہ کرے، اب زید نے جو بکری کا بچہ صدقہ کیا ہے وہ کس قیمت کا تھا، بکری کی قیمت سے اِس بچہ کی قیمت جس قدر کم ہے اسی قدر اور صدقہ کرے تاکہ پوری بکری کی قیمت کا صدقہ ہوجائے۔

نذر أن يتصدق بعشرة دراهم من الخبز فتصدق بغيره جاز ان ساوى العشرة كتصدق بثمنه. (شامی)

منت کے جانور سے فائدہ اُٹھانا:

جس جانور کے قربانی یا صدقہ وغیرہ کی منت مان رکھی ہے، اُس سے فائدہ اُٹھانا جیسے اس پر سواری کرنا یا اُس کا دودھ وغیرہ نکال کر پینا، بیچنا درست نہیں ہے۔

من قال هذا في الأضحية الموجبة بالنذر أو في معناه كشراء الفقير.
(شامی کتاب الاضحیۃ)

نابالغ کی نذر:

نابالغ چاہے عقل مند ہو اس کی نذر ومنت صحیح نہیں ہوگی، کیوں کہ صحتِ نذر کے لیے بلوغ شرط ہے۔

فلا يصح يمين الصبي والمجنون وإن كان عاقلا، لأنها تصرف إيجاب وهما ليسا من أهل الإيجاب ولهذا لم يصح نذرهما.
(بدائع الصنائع: ۳/۲۰)

روزہ کی نذر کی صورت میں فدیہ دینا:

کسی نے نذر مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو میں تیس روزے رکھوں گا، تو کام ہونے کی صورت میں روزہ رکھنا ضروری ہے، چاہے مسلسل روزہ رکھے چاہے متفرق، فدیہ دینا جائز نہیں۔

ولو جعل عليه حجة أو عمرة أو صوما أو صلاة أو صدقة أو ما أشبه ذلك مما هو طاعة إن فعل كذا ففعل لزمه ذلك الذي جعله على نفسه و لم تجب كفارة اليمين فيه في ظاهر الرواية عندنا.

وقد روي عن محمد رحمه الله تعالى قال: إن علق النذر بشرط يريد كونه كقوله إن شفى الله مريضي أو رد غائبي لا يخرج عنه بالكفارة كذا في المبسوط ويلزمه عين ما سمى كذا في فتاوى قاضي خان. (الفتاوی الہندیہ: ۲/۶۵)

نذر کے روزوں کے بدلے اطعام طعام کی وصیت:

اگر مریض نے بہ حالت مرض ایک مہینہ کے روزہ رکھنے کی نذر مانی، پھر وہ مریض صحت یابی سے قبل ہی انتقال کر گیا، تو اس پر کوئی چیز واجب نہیں ہوگی۔

اور اگر بہ حالت مرض ایک مہینہ کے روزے کی نذر ماننے کے بعد ایک دن بھی صحت ہوگئی اور اس دن روزہ نہیں رکھا، تو اس پر تمام روزوں (ایک مہینہ) کے بدلہ میں اطعام کی وصیت لازم ہوگی، لہٰذا ورثاء اور اس کے لڑکے کے ذمہ اس وصیت کو پورا کرنا ضروری ہوگا۔ وصیت کی صورت میں تہائی مال میں ہی وصیت پوری کی جائے گی، اس سے زیادہ میں ورثہ کی اجازت ضروری ہوگی۔

ولو قال المريض لله علي أن أصوم شهرًا فمات قبل أن يصح لا شيء عليه وإن صح ولو يوما ولم يصمه لزمه الوصية بجميعه على الصحيح.
(ردالمختار ۳/ ۴۲۴، تاتارخانیہ: ۳/ ۴۳۳)

اپنا پورا مال صدقہ کرنے کی منت ماننا:

کسی نے منت مانی کہ اگر میرے بچے کو اس بیماری سے شفا ہوگئی تو میں اللہ کے لیے اپنا سارا مال غریبوں پر صدقہ کر دوں گا۔

تو نذر پوری ہوجانے پر ناذر کو اُس کے مملوکہ اُن تمام اموال کا صدقہ کرنا واجب ہے جن اموال کی جنس میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔

مثلاً: سونا، چاندی، سائمہ جانور، اموالِ تجارت؛ یہ اموال نصاب کی مقدار کو پہنچے یا نہ پہنچے سب کا صدقہ کرنا ضروری ہے اور جو چیز مالِ زکوٰۃ کی جنس سے نہیں جیسے زمین، گھر کا سامان، استعمال کا کپڑا وغیرہ اس کا صدقہ واجب نہیں۔

یہ خیال رہے کہ پورے مال کے صدقہ کی نذر کی صورت میں پورا مال صدقہ کرنا ضروری تو ہے، مگر ابھی ابتداً پورا مال صدقہ نہ کرے بل کہ اُس میں سے اپنے گذارے بھر کا روک لے، کیوں کہ نذر ماننے والے کی حاجت صدقہ پر مقدم ہے، اس لیے اگر اس نے

ایک ساتھ پورا مال صدقہ کر دیا اور اپنے پاس کچھ نہیں رکھا تو اسی دن اپنی ضرورت کے لیے لوگوں کے سامنے بھیک مانگے گا اور یہ بہت بری بات ہے۔

اس لیے اپنے گذارے بھر کا روک لے، پھر جب کچھ مال حاصل ہو جائے تو جس قدر مال اپنے گذارا کے لیے روکا تھا اُس کے بقدر صدقہ کر دے۔

اور اگر اس کے پاس پورے مال کی نذر کی صورت میں اِس قسم کا مال نہ ہو، یعنی مالِ زکوٰۃ (نقدین والسوائم وغیرہ) نہ ہو تو پھر جو بھی مال اس کے پاس ہے، نذر اسی پر محمول ہوگی وہی سب دنیا ضروری ہوگا۔

اور پورے مال صدقہ کی منت کی صورت میں اُس پر اتنا قرضہ ہے جو اُس کے پورے مال کا احاطہ کر لیتا ہے، تو بھی اُس پر پورے مال کا صدقہ کرنا لازم ہوگا۔ چناں چہ اُس نے نذر کے بعد اِس مال سے قرضہ ادا کیا تو جب اِس قدر مال کا مالک ہوگا، اس پر صدقہ کرنا واجب ہوگا۔

ومن قال مالی فی المساکین صدقةٌ فهو علیٰ ما فیه الزکوٰة ... ان ایجاب العبد یعتبر بایجاب الله تعالیٰ فینصرف إیجابه إلی ما أوجب الشارع فیه الصدقة من المال. ولو قال ما املکه صدقه فی المساکین فالصحیح انهما سواء أن المتلزم باللفظین الفاضل عن الحاجة ثم إذا لم یکن له مال سوی ما دخل تحت الإیجاب یمسك من ذلك قوته ثم إذا أصاب شیئًا تصدق بما أمسك لأن حاجته هٰذه مقدمة.

(ہدایہ ثالث کتاب ادب القاضی:۱۵۱)

بغیر وضو نماز پڑھنے کی منت:

منت مانی کہ اگر فلاں کام ہوگیا، تو بلا وضو نماز پڑھوں گا، تو منت صحیح ہوگئی، اس پر وضو کے ساتھ نماز پڑھنا واجب ہے، بغیر وضو کی قید کا اعتبار نہ ہوگا۔

إذا نذر أن يصلي ركعتين من غير وضوء فإنه يصح نذره لأن نذر الصلاة صحيح ويلغو قيد من غير وضوء فيجب أن يصلي ركعتين بوضوء.
(کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ: ۲/ ۱۳۲)

عورت کا حالت حیض میں روزہ رکھنے کی منت:

کسی عورت نے منت مانی کہ فلاں کام ہو جائے گا، تو حالت حیض میں روزہ رکھوں گی تو یہ منت باطل ہے، کیوں کہ شرعاً حالت حیض میں روزہ رکھنا محال ہے، اس لیے یہ منت صحیح نہ ہوگی، اگر روزہ رکھے گی تو سخت گنہگار ہوگی۔

وكذا إذا نذرت الحائض أن تصوم أيام حيضها فهو باطل، لأن صوم أيام الحيض مستحيل شرعًا. (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ: ۲/ ۱۳۲)

روزہ رکھنے کی نذر میں نیت کب کرے؟

نذر منت کی دو قسمیں ہیں:

(۱) **نذر معین:** جیسے دن تاریخ مقرر کر کے، روزہ رکھنے کی نذر مانی۔ مثلاً کہا: یا اللہ! اگر آج میرا فلاں کام ہوجائے گا، تو کل ہی تیرا روزہ رکھوں گا، یا یوں کہا: یا اللہ! اگر میری فلاں مراد پوری ہوجائے گی، تو پرسوں جمعہ کے دن روزہ رکھوں گا، ایسی نذر میں اگر رات سے روزہ کی نیت کی تو بھی درست ہے، اور اگر رات سے نیت نہ کی تو دوپہر سے پہلے پہلے کر لے یہ بھی درست ہے، نذر ادا ہوجائے گی۔

(۲) نذر غیر معین: جیسے اگر دن تاریخ مقرر کر کے نذر نہیں مانی تھی، بس اتنا ہی کہا: یا اللہ! اگر میرا فلاں کام ہو جائے تو ایک روزہ رکھوں گا، یا کسی دن کا نام نہیں لیا، ویسے ہی کہہ دیا کہ پانچ روزے رکھوں گا، تو ایسی نذر میں رات سے نیت کرنا شرط ہے، اگر صبح ہونے کے بعد نیت کی، تو نذر کا روزہ نہیں ہوا، بل کہ وہ روزہ نفل ہو جائے گا۔

والنذر المعين فيجوز بنية من الليل و إن لم ينو حتى أصبح أجزأته النية ما بينه و بين الزوال "...والنذر المطلق وصوم الكفارة فلا يجوز إلا بنية من الليل، لأنه غير متعين ولا بد من التعيين من الابتداء" والنفل كله يجوز بنية قبل الزوال. (ہدایہ: ۱/ ۲۱۱)

ایام منہیہ کے روزے کی منت:

پورے سال میں ان پانچ دنوں میں روزہ رکھنا حرام ہے: ایک عید الفطر، دوسرا عید الاضحیٰ کے دن، اور تین دن ایام تشریق یعنی ذی الحجہ کی گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں تاریخ کو، ان پانچ دنوں کو ایام منہیہ کہتے ہیں۔ کسی نے ان دنوں میں روزہ رکھنے کی منت مانی تو منت ہو گئی، ان دنوں کو چھوڑ کر اور دنوں میں اس کی قضا کرے، اگر ان ہی دنوں میں روزہ رکھ لیا، تو سخت گنہگار ہو گا، مگر منت پوری ہو جائے گی۔

والنذر بالأيام المنهية صحيح مع الحرمة عندنا. (البحر الرائق: ۲/ ۵۱۶)

صوم الدہر یعنی ہمیشہ روزہ رکھنے کی منت ماننا:

ایک آدمی نے منت مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے گا، تو ہمیشہ روزہ رکھوں گا یا ہر ماہ تین دن یا ہر سال ایک مہینے کے روزے رکھوں گا، تو بعد حصول مقصد اس پر روزہ رکھنا ضروری ہو گا، مگر بڑھاپے کی وجہ سے یا ایسا بیمار ہو گیا کہ بہ ظاہر شفا کی امید نہیں ہے، جس

کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ سکتا، تو اس پر ان روزوں کا فدیہ دینا ضروری ہے، اگر ایسا تنگ دست ہے کہ فدیہ نہیں دے سکتا، تو اب اللہ تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرے، بے شک اللہ غفور ورحیم ہے۔

ولو أخر القضاء حتى صار شيخا أو كان النذر بصيام الأبد، فعجز لذلك أو باشتغاله بالمعيشة لكون صناعته شاقة، فله أن يفطر ويطعم لكل يوم مسكينا على ما تقدم، وإن لم يقدر على ذلك لعسرته يستغفر الله إنه هو الغفور الرحيم. (الفتاوی الہندیہ: ۱/ ۲۰۹)

غریب طالب علم کا منت ماننا:

کسی غریب طالب علم نے منت مانی کہ جب میں قرآن شریف حفظ کرلوں گا تو سو مساکین کو اللہ کے واسطے کھانا کھلاؤں گا، اب حافظ ہونے کے بعد وہ اتنا غریب ہے کہ نذر پورا کرنے کی طاقت نہیں ہے تو اُس پر شرعاً اس نذر کو پورا کرنا ضروری نہیں ہے، اس لیے نذر پورا کرنے کے لیے کسی سے قرض یا سوال نہ کرے یہ نذر صحیح نہ ہوئی۔

كما لو قال مالي في المساكين صدقة و لا مال له لم يصح. (شامی)

تعزیہ یا ناچ کرانے کی منت:

کسی نے منت مانی کہ اگر میرا لڑکا اچھا ہوجائے گا، تو میں تعزیہ بنوادوں گا، یا ڈھول بجواؤں گا، یا ناچ کراؤں گا؛ یہ سب معصیت کے کام ہیں، ایسی منت کا پورا کرنا صحیح نہیں، اچھا ہونے پر ایسا کرنا جائز نہیں بل کہ قسم کا کفارہ دیدے، منت پوری ہوجائے گی۔

من نذر بمعصية لم يصح وفائه به. (عالمگیری: ۳/ ۴۲)

مسجد میں بتاشہ بانٹنے کی منت:

کسی نے کہا کہ اگر اللہ کی مدد سے فلاں کام ہو گیا، تو مسجد میں بتاشہ بٹواؤں گا، تو منت صحیح ہو گئی، لیکن بتاشہ متعین نہیں ہوا، اس کی قیمت بھی فقراء کو صدقہ کر سکتے ہیں۔

النذر لا یختصّ بزمان و مکان و درهم و فقیر. (شامی:۵/ ۵۲۴)

منت مانی کہ اگر لڑکا پیدا ہوا تو فلاں نام رکھوں گا:

ایک شخص نے نذر مانی کہ اگر لڑکا پیدا ہوا، تو اس کا نام ’احمد اللہ‘ رکھوں گا، یا اور کوئی نام متعین کیا، تو یہ نذر منعقد نہیں ہوگی، لہٰذا اس کو اختیار ہے جو نام چاہے رکھے؛ مگر ایسا نام نہ ہو جس کی ممانعت وارد ہوئی ہو۔

ولم یلزم الناذر مالیس من جنسها فرض. (ردالمحتار:۵/ ۵۱۸)

کفن دینے کی منت:

منت مانی کہ اگر فلاں کام ہو گیا، تو فلاں غریب کے مرنے کے بعد کفن دوں گا، تو یہ نذر صحیح نہیں ہوئی، کیوں کہ کفن دینا عبادت مقصودہ نہیں۔

لأن تکفین المیت لیس بقربة مقصودة. (البحر الرائق:۴/ ۴۹۹)

پیر بابا کے لیے مرغا وغیرہ کی منت:

منت مانتے ہوئے کہا: اے خواجہ بابا، اے پیر بابا! اگر میرا فلاں کام ہو گیا، تو آپ کے مزار پر مرغا چڑھاؤں گا، یا چادر ڈالوں گا، ایسی نذر ماننا معصیت ہے، اور اس کا پورا کرنا ناجائز ہے اور وہاں جانا اور ان سے درخواست کرنا حرام اور شرک ہے، بل کہ اس طرح کی منت کی چیز کھانا بھی حرام ہے، عورتیں عام طور پر ان خرافات میں مبتلا ہیں،

حالاں کہ عورتوں کے لیے خاص طور پر حدیث میں ممانعت وارد ہوئی ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر پر جانے والی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

عن ابن عباس يقول: لعن رسول الله صلى الله عليه و سلم زائرات القبور. (ابوداؤد شریف)

مرتد یا کافر کی منت:

کوئی مسلمان (العیاذ باللہ) مرتد ہو جائے اور اس نے زمانہ اسلام میں کسی عبادت مقصودہ کی منت مان رکھی ہو، تو ارتداد کی وجہ سے وہ منت ساقط ہوگئی، اب اگر وہ دوبارہ اسلام لے آتا ہے، تب بھی اس منت کا پورا کرنا ضروری نہیں، اسی طرح کافر احکام شرع کا مکلف نہیں ہے، اس لیے کافر کی منت کا اعتبار نہیں، اگر اسلام لے آتا ہے تب بھی زمانۂ کفر کی منت کا پورا کرنا ضروری نہیں ہے۔

فلو حلف مسلمًا ثم ارتد ثم أسلم ثم حنث فلا كفارة و كذا النذر. (الفتاوی التاتارخانیہ: ۳/ ۲۶۲)

بیٹے کی قربانی کی منت:

کسی نے منت مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا، تو یا خدا! اپنے محبوب بیٹے کی قربانی کروں گا، تو یہ معصیت کی نذر ہے، اس نذر کو پورا کرنا جائز نہیں، کام ہونے پر بیٹے کو تکلیف دینا یا ذبح کرنا جائز نہیں، بل کہ بجائے بیٹے کے کسی جانور کی قربانی واجب ہوگی، البتہ اگر اولاد اپنے باپ یا دادا کو ذبح کرنے کی نذر مانے تو یہ نذر لغو شمار ہوگی۔

نذر أن يذبح ولده فعليه شاة ولغا لو كان بذبح نفسه أو بذبح أبيه وجده. (شامی: ۵/ ۵۲۲)

عید الاضحیٰ کے دن قربانی کی منت سے کتنی قربانی دینی ہوگی:

کسی نے منت مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہوجائے عید الاضحیٰ کے دن بھینس یا بکری کی قربانی کروں گا، اب اگراس کا کام ہوجائے تو اگر وہ شخص صاحب نصاب ہے تو اُس پر دو قربانی ضروری ہے اوراگر غریب ہے تو صرف ایک قربانی نذر والی کرے۔

ولو نذر أن یضحی شاة و هو موسر فعلیه أن یضحی بشأتین شاة بالنذر و شاة بإیجاب الشرع ابتداءً. (شامی: کتاب الاضحیۃ)

غوثِ اعظم کی منت ماننا:

کسی نے منت مانی کہ اے غوث اعظم دستگیر، اگر میرا فلاں بھاگا ہوا آدمی مل جائے تو آپ کی درگاہ پر حاضری دوں گا، تو منت صحیح نہ ہوگی، اگر یہ اعتقاد ہو کہ خواجہ بابا کے در سے کوئی واپس نہیں جاتا، خواجہ تو مقصد پورا کرہی دیں گے، تو ایسا اعتقاد رکھنا کفر ہے۔

مشہور فقیہ علامہ ابن نجیم مصری لکھتے ہیں:

إن ظن أن المیت یتصرف فی الأمور دون الله تعالیٰ فاعتقاده ذلك کفر. (البحر الرائق: ۲/ ۵۲۰)

حرم شریف میں نماز پڑھنے کی منت:

کسی نے حرم شریف میں نماز پڑھنے کی منت مانی، یا اور کوئی جگہ مقرر کر کے منت مانی کہ جامع مسجد میں نماز پڑھوں گا، یا کسی درگاہ پر نماز پڑھوں گا، تو منت صحیح ہوگئی، لیکن منت کسی جگہ کو خاص کرنے سے خاص نہیں ہوتی، لہٰذا اس کو اختیار ہوگا، جہاں چاہے نماز پڑھے، وہاں جا کر نماز پڑھنا ضروری نہیں ہے۔

النذر لا يختص بزمان و مكان و درهم و فقير. (شامی:۵/۵۲۴)

اجمیر شریف، کلیر شریف جانے کی منت:

اجمیر شریف یا کلیر شریف یا کسی اور بزرگ کی درگاہ پر جانے کی منت مانی، تو منت صحیح نہ ہوئی، کیوں کہ منت صحیح ہونے کے لیے ضروری ہے کہ منذور عبادتِ مقصودہ ہو، اگرچہ مطلقاً ایسے مزارات وغیرہ پر نہ جانا چاہیے جہاں بدعات وخرافات ہوتے ہیں، بل کہ ایسی قبروں پر جائے جسے دیکھ کر موت وآخرت یاد آجائے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔

عن ابن مسعود أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: كنت نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها فإنها تزهد في الدنيا وتذكر الآخرة. (رواہ ابن ماجہ)

و لم يلزم النذر ما ليس من جنسها فرض و لو مسجد الرسول صلى الله عليه و سلم. (شامی:۵/۱۱۸)

کن چیزوں کی منت صحیح ہو جاتی ہے:

جو عبادتیں بالذات مقصود ہیں ان کی منت صحیح ہوگی، جیسے کسی نے منت مانی ہو نماز پڑھنے، یا روزہ رکھنے یا صدقہ وخیرات کرنے یا قربانی کرنے یا حج کرنے کی تو منت صحیح ہوگی اور اس کا پورا کرنا ضروری ہے۔ مگر فرض نماز، روزے وغیرہ کی منت صحیح نہ ہوگی، کیوں کہ یہ شرعاً اس پر پہلے سے ہی واجب ہے۔

النذر هو أن يوجب المكلف على نفسه أمرا لم يلزم به الشارع. (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ:۲/۱۲۷)

نذر پورا کرنے سے قبل انتقال ہو جائے:

کسی نے منت مانی کہ فلاں کام ہو جائے تو سو روپے اللہ کے لیے صدقہ کروں گا یا سو رکعت نماز پڑھوں گا یا دس روزے رکھوں گا بعد حصول مقصود، نذر پورا ہونے سے قبل ہی ناذر کا انتقال ہو گیا تو یہ نذر ساقط نہ ہوئی بل کہ اس نے وصیت کی ہے تو اُس کے تہائی مال سے سو روپیے دینا یا سو رکعت نماز، دس روزے کا فدیہ اُس کے ترکہ میں سے دینا ضروری ہے، اگر متوفی نے وصیت نہیں کی یا مال نہیں چھوڑا تو وارثوں پر مال یا نماز، روزہ کا فدیہ دینا لازم نہیں ہے، اگر وارثین دے دیں تو ایک تبرع ہوگا۔

ولو مات و عليه صلوات فائتة وأوصىٰ بالكفارة يعطى لكل صلوٰة نصف صاع من بر كالفطرة و كذا حكم الوتر والصوم. (شامی)

ایک رکعت یا تین رکعت نماز پڑھنے کی منت:

کسی نے ایک رکعت نماز پڑھنے کی منت مانی تو پوری دو رکعتیں پڑھنی پڑیں گی، اگر تین کی منت مانی ہو تو پوری چار، اگر پانچ کی منت مانی تو پوری چھ پڑھے؛ اسی طرح آگے بھی یہی حکم ہے۔

و كذا إذا نذر أن يصلي ركعة واحدة فإنه يلزمه أن يصلي ركعتين، و كذا إذا نذر أن يصلي ثلاثة فإنه يلزمه بأربعة.

(کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعۃ: ۲/ ۱۳۲)

گیارہویں شریف یا مولود شریف کی منت:

بزرگوں کے فاتحہ کے لیے کوئی دن، تاریخ معین کر لینا، اور اس دن ضروری سمجھ کر اس کو انجام دینا بدعت ہے، اور بدعت، ضلالت اور معصیت ہے اور معصیت کی نذر کا

وفا جائز نہیں، اس لیے گیارہویں شریف یا مولود شریف، یا تیجہ، چالیسواں کی منت کا پورا کرنا جائز نہیں، ان چیزوں کی شریعت میں کوئی اصل نہیں ہے، بل کہ اب اِس منت سے نکلنے کے لیے صرف قسم کا کفارہ دیدے، منت پوری ہوجائے گی۔

من نذر بمعصية لم يصح و فائه به. (الفتاوی الہندیہ: ۳/ ۴۲)

اجمیر شریف کے فقیروں پر خیرات کرنے کی منت:

کسی نے منت مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہوجائے گا، تو اجمیر شریف کے فقیروں پر اتنے روپیہ خیرات کروں گا، تو منت صحیح ہوگئی، مگر اجمیر شریف کے فقیر متعین نہیں ہوئے، کہیں کے فقیروں کو دے دینے سے منت ادا ہوجائے گی۔

نذر لفقراء مكة جاز الصرف لفقراء غيرها. (ردالمحتار: ۵/ ۵۲۴)

اونٹ ذبح کرنے کی منت مانی پھر اونٹ نہیں ملا:

اگر ایک اونٹ ذبح کرنے کی منت مانے، اور پھر اس کی جگہ پر سات بکریاں ذبح کردے، تو منت پوری ہوجائے گی۔

من نذر لله أن أذبح جزورا فذبح مكانه سبع شاة، جاز. (شامی: ۵/ ۵۲۴)

کئی منتیں مان کر بھول جانے کا حکم:

اگر کئی منتیں مانی رکھی ہے، لیکن بھول گیا، کتنی منت اور کیا منت مانی تھی، تو اِس کا حکم یہ ہے کہ اول نذر کو یاد کرنے کی خوب کوشش کرے جو ظن غالب ہو اُس کا ایفا کرے، اگر غور وخوض کرنے کے بعد بھی منذور شدہ اشیا یاد نہیں آرہی ہے تو پھر توبہ واستغفار کرتے رہنا چاہیے، اب کوئی کفارہ نہیں ہے۔

قوله عليه السلام رفع من أمتي الخطأ و النسيان ، فوجب أن يكون مرفوعًا من كل وجه إلا أن يقدم دليل قالوا و وجدنا النسيان لا حكم له في الشرع.
(شرح صحیح البخاری لابن بطال کتاب الایمان والنذور:۶ / ۱۲۷)

منت کے مستحقین:

منت مانی ہوئی چیز کے کھانے کا مصرف فقراء اور محتاج افراد ہیں، مال دار اور باعزت لوگوں کا کھانا جائز نہیں، منت کا کھانا یا رقم مدرسہ میں دینا بھی درست ہے، اِس شرط کے ساتھ کہ اُس مدرسہ میں مستحقِ زکوٰۃ غیر مُستطیع طلبہ موجود ہوں۔

مصرف النذر الفقراء ولا يجوز أن يصرف ذلك إلى غني غير محتاج ولا شريف منصب، لأنه لا يحل له الأخذ ما لم يكن محتاجًا فقيرًا.
(طحطاوی علی مراقی الفلاح:۳۷۹)

منت کی چیز کا خود کھانا:

جس نے منت مانی ہے، اسی کا اس چیز کو کھانا جائز نہیں، مثلاً زید نے منت مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا، تو اللہ کے نام پر بکرا ذبح کروں گا، تو کام ہوجانے پر بکرا ذبح کر کے گوشت غریبوں میں تقسیم کرنا ضروری ہے، خود زید یا اس کے خاندان کے مال دار لوگوں اور رشتے داروں کے لیے اس میں سے کھانا جائز نہیں، اگر غلطی سے کھالیا تو جتنا کھایا ہے، اس کی قیمت اندازہ کر کے صدقہ کردے۔

ولا يأكل الناذر . فإن أكل تصدق بقيمته ما أكل.
(الدرالمختار، شامی:۵ / ۲۷۹)

جس جانور کی منت مانی، وہ مر گیا:

اگر کسی جانور کو متعین کر کے اس کی قربانی کی منت مانی اور پھر وہ مر گیا، تو اگر منت ماننے والا غریب ہے، تو اس سے منت ساقط ہو جائے گی، دوسری قربانی اس پر واجب نہیں، اگر مالدار ہے، تو اس کی جگہ پر دوسری قربانی کرے۔

إن المنذورة لو هلكت أو ضاعت تسقط الأضحية بسبب النذر غير أنه إن كان موسرًا تلزمه أخرى بإيجاب الشرع ابتداء لا بالنذر ولو معسرًا لا شيء عليه. (ردالمحتار کتاب الاضحیہ: ۵/ ۲۸۴)

تم بتوفيق الله وبعونه، اللّٰهم انفع بهذا الكتاب كل من اعتنى به من أهل الخير والإيمان، ربنا تقبل منا إنك أنت السميع العليم وتب علينا إنك أنت التواب الرحيم. هٰذا ما تيسر لهذا العبد المسيء الضعيف الراجي رحمة ربه اللطيف المدعو بـ "المفتي مجاهد الإسلام القاسمي" غفر الله تعالى له ولوالديه الماجدين ولأساتذته الكرام و لمشائخه العظام ولزوجته ولأولاده ولتلامذته ولأخوانه ولأخواته و لجميع أقاربه وأحبائه ولسائر المؤمنين. آمين يا رب العالمين، بحرمة سيدنا النبي الكريم صلى الله عليه وعلى آله وصحبه وأهل بيته أجمعين و من تبعه بإحسان إلى يوم الدين.

مآخِذ ومراجع

(۱) قرآن شریف
(۲) بخاری شریف
(۳) مسلم شریف
(۴) مشکوٰۃ شریف
(۵) تفسیر مظہری
(۶) قدوری
(۷) ہدایہ
(۸) ردالمحتار (شامی)
(۹) عالمگیری
(۱۰) الفتاوی التاتارخانیہ
(۱۱) الفتاوی السراجیہ
(۱۲) کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعہ
(۱۳) مجمع الانہر
(۱۴) بدائع الصنائع
(۱۵) فتح القدیر
(۱۶) قاضی خاں علی الہندیہ
(۱۷) الجوہرۃ النیرۃ
(۱۸) شرح الوقایہ
(۱۹) الفقہ الاسلامی وادلتہٖ
(۲۰) تحفۃ الالمعی
(۲۱) کتاب التعریفات
(۲۲) اغلاط العوام
(۲۳) الاشباہ والنظائر
(۲۴) قاموس الفقہ
(۲۵) مہمات المفتی فی فروع الحنفیۃ
(۲۶) البحر الرائق
(۲۷) بذل المجہود
(۲۸) بنایہ شرح ہدایہ
(۲۹) حاشیۃ الطحطاوی
(۳۰) الترغیب والترھیب
(۳۱) روح المعانی
(۳۲) مطالبِ شامی

مؤلفِ کتاب ایک نظر میں

نام : مجاہد الاسلام قاسمی

ولدیت : جناب عبید الرحمن صاحب

(Inter mediate 12th class)

سن ولادت : ۱۹۸۳ء

جائے پیدائش : مولانگر، ضلع سیتامڑھی، بہار (نانیہال)

نیک فال : پیدائش کے بعد میرے پرنانا رہبر قوم، صوم وصلوۃ کے پابند جناب اسماعیل صاحبؒ کی ٹوپی مجھے پہنائی گئی، دین داری کے ساتھ درازیٔ عمر کی نیک فال لیتے ہوئے۔

وجہ تسمیہ : قاضی مجاہد الاسلام قاسمیؒ کے علمی شہرہ سے نیک فال لیتے ہوئے مجاہد الاسلام نام رکھا گیا۔

وطن اصلی : رائے پور، ضلع: سیتامڑھی (بہار)

تعلیم فارسی : دارالعلوم عربیہ اسلامیہ محمود نگر، بھروچ، کنتھاریہ (گجرات)

عربی : دارالعلوم عربیہ اسلامیہ تاراپور، ضلع: کھیڑا (گجرات)

مدرسہ خادم العلوم، باغوں والی، ضلع مظفر نگر (یوپی)

دارالعلوم حسینیہ، تاؤلی، ضلع: مظفر نگر (یوپی)

عالمیت وفضیلت : دارالعلوم دیوبند، سن فراغت: ۲۰۰۴ء

تکمیل افتا : المعہد العالی الاسلامی، حیدرآباد

اصلاحی تعلق واجازت بیعت: شیخِ طریقت حضرت مولانا محمد قمر الزمان صاحب الٰہ آبادی مدظلہٗ

تدریس : دار العلوم جامعہ عربیہ تعلیم الاسلام آنند (گجرات)

مشغلہ : درس وتدریس، بیان وتقریر، تصنیف وتالیف، تصوف وسلوک، خدمت خلق

اولاد : چار لڑکیاں اور ایک لڑکا عزیزی محمد سلّمہٗ

(۱) بڑی لڑکی- تعلیم: 12th Science

(۲) دوسری لڑکی- تعلیم: 10th Standard، عربی دوم متعلّمہ جامعۃ البنات ٹنکاریہ

(۳) تیسری لڑکی- تعلیم: 8th Standard، درجۂ فارسی متعلّمہ جامعۃ البنات ٹنکاریہ

(۴) چوتھی لڑکی- تعلیم: Nursery

(۵) محمد سلمہٗ- تعلیم: 3rd Standard، متعلّم مدرسہ ابوبکر صدیق آنند (گجرات)

اب تک کی زیر درس کتابیں: بیضاوی شریف، جلالین شریف، ابوداؤد شریف، طحاوی شریف، نسائی شریف، مؤطا امام مالک ومؤطا امام محمد، درمختار، قواعد الفقہ، ہدایہ، اصول الشاشی، شرح عقائد، کافیہ، شرح جامی، ہدایت النحو، شرح تہذیب، معلم الانشاء۔

تصنیف وتالیف: (۱) تنویر الحوالک شرح مؤطا امام مالک، (۲) النجم الثاقب شرح کافیہ ابن حاجب، (۳) قرض کے شرعی احکام، (۴) احکام قسم ونذر، (۵) بیعت کی ضرورت و اہمیت، (٦) عقائد اہلِ سنت والجماعت، (۷) علمائے کرام اور کسبِ معاش۔

بیرونی ممالک کے اسفار: سعودی عرب بہ غرض زیارت حرمین شریفین (عمرہ)، نیپال

دیگر ذمے داریاں: نظام المکاتب۔

مہتمم : مدرسہ عزیزیہ مظہر العلوم، مرزا پور، پوسٹ مداری پور، ضلع سیتا مڑھی (بہار) (جس میں ساڑھے تین سو (۳۵۰) سے زائد مقامی اور پینسٹھ (٦۵) طلبہ دار الاقامہ میں ہیں)